گنجینۂ عارف
رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان قطب الاقطاب

الحاج حضرت خواجہ

شاہ محمد عارف

...ادری چشتی (صابری نظامی)

رحمۃ اللہ علیہ

297.62
م 314 گ
89731

Marfat.com

گنجینۂ عارف
رحمۃ اللہ علیہ

ارشادات

شہیدِ بحرِ وفا، بحرِ صبر و محبّت، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی
ریحان القلوب، لسان التصوّف، خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
حضور مُرشدِ پاک الحاج حضرت خواجہ

شاہ محمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی:

شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، عاشقِ رسول، قطب العالم
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثل، فقیرِ محمّدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ نور اللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
۶۸-۶۷ اوورسیز اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی،
بلاک ۸/۷، کراچی

Marfat.com

نام کتاب ——————— گنجینۂ عارف رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و پیشکش ——————— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ——————— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
۶ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ جنوری ۲۰۰۵ء	۵۰۰

89731

E-mail:arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

16-5-2006

مناجات

اے اللہ کریم! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پکارا، تو نے ہماری پکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے محبت کے پیاسوں کیلئے حضور مرشدِ پاک، شہیدِ بحرِ وفا، بحرِ صبر و محبت، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، ریحان القلوب، لسان التصوف، خواجۂ خواجگان، قطب الاقطاب، الحاج حضرت خواجہ شاہ محمد عارف قادری، چشتی (صابری، نظامی) رحمۃ اللہ علیہ کے محبت کے مضمون پر منتخب ارشادات کے چند منتخب اقتباسات کو گنجینۂ عارف کے عنوان سے بطور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی حقیر کوشش کی ہے اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین! جو جو

Marfat.com

میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔ میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ اے کرم کرنے والے کریم جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کر لے بلکہ اس میں ایسا ذوق و شوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلائے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

گُزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجیے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

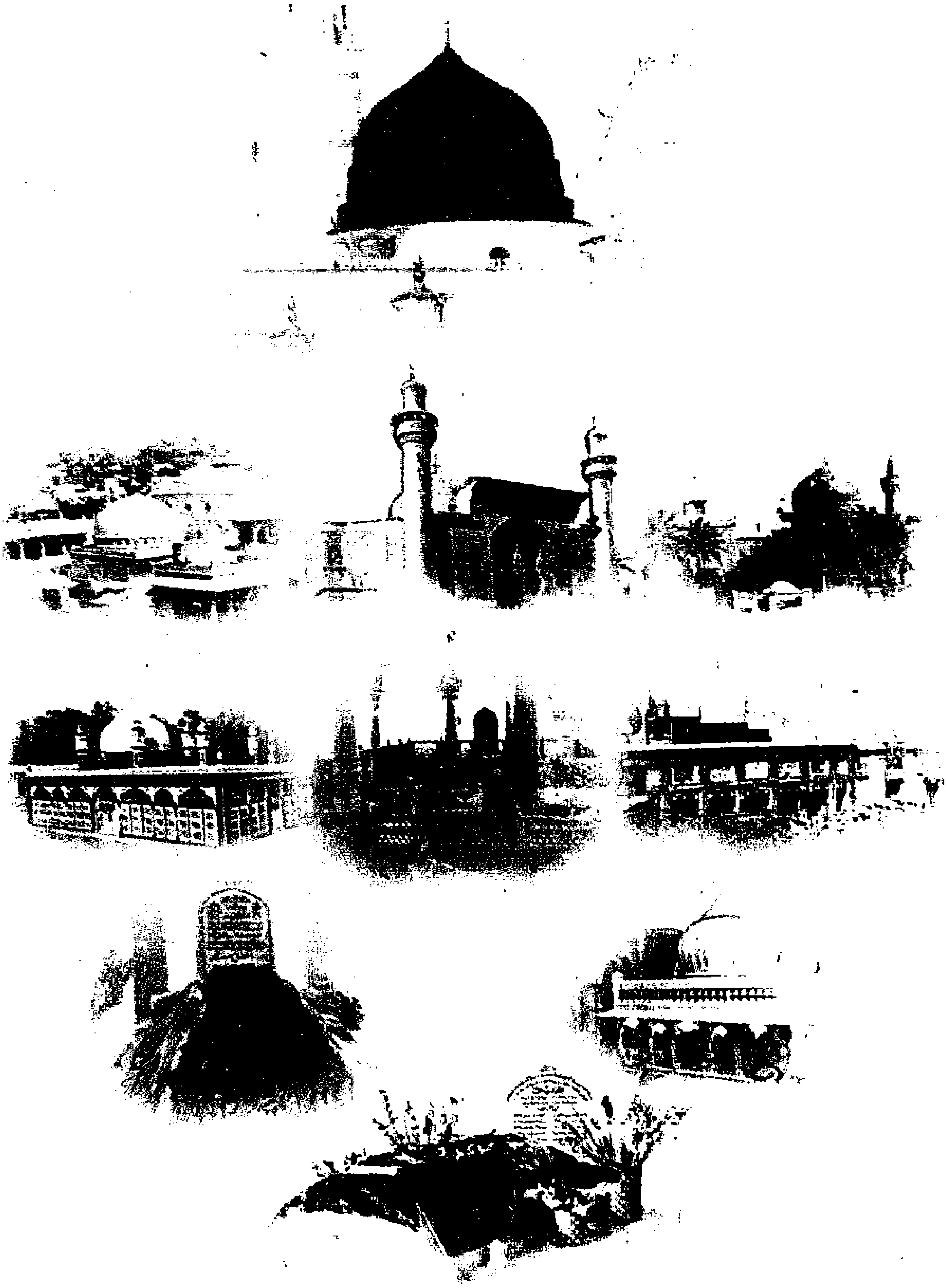

محبّت کھینچ لائی ہے آپ کے آستانے پہ

Marfat.com

بھولی بسری چند امیدیں چند فسانے یاد آئے
تم یاد آئے تمہارے ساتھ زمانے یاد آئے

شہیدِ بحرِ وفا، بحرِ صبر و محبّت، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی
ریحان القلوب، لسان التصوف، خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
حضور مُرشدِ پاک الحاج حضرت خواجہ
شاہ محمّد عارف
قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گنجینۂ عارف

طریقت ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ اسے انتقالِ احوال کہتے ہیں۔ اس کے کئی ذریعے ہیں۔

اوّل :۔ موت یعنی مرنے سے پہلے مرجانا موتو قبل ان تموتو۔ نفس کو زیر کرلینا اور موت کی نیند سُلا دینا۔

دوم :۔ مراقبہ۔ یہ بھی ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے ہی کا نام ہے۔

سوم :۔ بالمشافہ مشاہدہ۔ بزرگانِ دین اس عالم میں رہتے ہوئے بھی عالمِ آخرت کی خبر رکھتے ہیں۔

چہارم :۔ خواب۔ اہلِ طریقت کا خواب اور لوگوں کے خواب سے جُدا حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی تفسیر ہوتی ہے جب کہ اہلِ دُنیا کے خواب کی تعبیر ہوتی ہے۔

۲۔ جب انسان ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا ہے تو ابتدا اُنس ہے اور انتہا عشق ہے۔ پھر ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں نہ نماز نہ روزہ، نہ حج اور نہ زکوٰۃ۔ نہ عاشق نہ معشوق، بجز ذاتِ حق کے کچھ نہیں ہوتا۔ اُسے مقامِ لاہوت یا دیدارِ لامکاں

Marfat.com

کہتے ہیں۔

۳۔ اہلِ طریقت کو مشاہدے کا سہارا ہے اور مشاہدہ ایک قوت ہے، ایسے بھی مقامات آتے ہیں جہاں شیطان تجلیات دکھاتا ہے۔ جاہل اس میں پھنس جاتے ہیں اور مردُود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جو اس مقام پر علم کامل اور مرشد کامل سے مکمل طور پر تلقین یافتہ ہوتے ہیں وہ اپنے علم اور وجدانِ حق کی کسوٹی پر پرکھ لیتے ہیں (جیسا کہ حضرت غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے شیطان نے معاملہ کیا لیکن اللہ کریم کے فضل و کرم اور رحمت کاملہ سے آپ شیطانی وساوس سے بچ گئے)۔

اس منزل میں اگر نُورِ حق کا مشاہدہ ہوتا ہے تو کاملین اس میں مستغرق ہو کر خود کو بھول جاتے ہیں کسی کی یاد دل میں بس جاتی ہے اور بندہ اپنی مُراد کو پالیتا ہے۔ اپنی منزل کو پہنچ جاتا ہے مقامِ کشف بڑا نازک مقام ہے۔ اس میں مردود تو بیشتر ہوں گے، لیکن کامیاب کوئی کوئی ہوتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو شیطان نے رات کے وقت ہوا میں اڑانا شروع کر دیا۔ وہ اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگے۔ اور صحبتِ شیخ بھی ترک کر دی۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ہوئی تو بُلا بھیجا۔ اس نے کہا حضرت اب میں اپنے کمال کو پہنچ گیا ہوں۔

Marfat.com

آپؒ نے فرمایا رات کو جب پرواز کرو تو لاحول پڑھ لینا۔ چنانچہ مرید نے پرواز کے دوران جب لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا تو دھڑام سے بستر پر گر پڑا اور وہ سحر غائب ہو گیا۔ صبح ہوئی تو آکر شیخ کے پاؤں پکڑ لئے۔ ایک کشف ہوتا ہے عالم انس میں، ایک عالم عشق میں اور ایک عالم لاہوت میں، جس سے اٹھارہ ہزار عالم بے نقاب ہوتے ہیں۔ طبیعت میں کبھی بغض حسد اور غرور پیدا نہ کرے اس سے روشنی گُل ہو جاتی ہے۔ حاسد اور مغرور مردود ہیں۔ مغرور سے تو توبہ کی توفیق بھی چھن جاتی ہے۔ اور حاسد پر حصولِ فیض کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ تعلیم طریقت اس راہ میں زبردست طاقت ہے۔ تھکے ماندوں کو چھوڑ کر امیرِ قافلہ تازہ دم مستعد لوگوں کو لے کر چل دیتا ہے اسے چھٹائی کہتے ہیں۔ حضوری اس مرید کے لئے ہے جو مرشد سے کسی شئے کا طالب نہ ہو۔ نہ دین کی نہ دنیا کی۔

مشاہدہ ایک خاص قلبی واردات ہے۔ جس کو صرف خیالِ مرشد ہو اسے حضوری حاصل ہوتی ہے۔ ایک حضوری ہوتی ہے ایک کی جاتی ہے۔ لیکن خوش نصیب اور راست رو مرید وہی ہے جو خدمت کر کے بھول جائے اور ہر وقت اسے یہی احساس دامن گیر رہے کہ کچھ نہ کر سکے۔

Marfat.com

ہر حال کا ایک ادب ہوتا ہے۔ جو کسی حال کے ادب سے واقف ہو گیا یقین جانو وہ اپنی منزل کو پہنچ گیا۔ جو ادب سے محروم ہوتا ہے وہ اس حال کی حقیقت کا جاہل ہے۔ اس حالِ حقیقت کا سب سے بڑا اصول محبت ہے۔ جس مقام پر اہلِ محبت اکٹھے ہوتے ہیں، اللہ جل شانہٗ کا وہاں کرم ہوتا ہے، فضل ہوتا ہے۔ رحم ہوتا ہے۔ جہاں دلوں میں نفاق ہو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے وہ مجلس محروم ہوتی ہے۔

۲۔ اس حال میں قدم رکھنے کا دوسرا ادب گفتگو ہے۔ ہر شخص کو اپنے مقام کے مطابق گفتگو کرنی چاہیئے۔ جو مقام سے ہٹ کر گفتگو یا بات کرتا ہے مارا جاتا ہے۔ اصلاح ایک خدمت ہے۔ مشورہ ایک سلوک ہے۔ مشیر کو اہلِ اصلاح کی گفتگو نہیں کرنی چاہیئے، اسے مشورہ ہی دینا چاہیئے۔ اہلِ اصلاح کی باتیں اہلِ اصلاح پر چھوڑ دینی چاہیئے۔ اگر اشد ضرورت آپڑے تو بھی اہلِ اصلاح کے سامنے گفتگو پوری ذمہ داری سے کرنی چاہیئے۔ جنہیں اللہ تبارک و

Marfat.com

تعالیٰ نے غور و فکر کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ ہر وقت ہر بات پر غور نہیں کرتے خصوصاً معاملات دنیا پر۔ لیکن اگر غور کر لیں اور بات جھوٹ نکلے تو پھر جھوٹ بولنے والے کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا۔ بزرگانِ دین اور ہادیانِ راہِ طریقت بڑے ہی عدیم الفرصت ہوتے ہیں ان کے سامنے ہمیشہ صدق دل سے بات کرنی چاہیئے۔ اسی میں کامیابی ہے۔

۳۔ جس محبت میں سلیقہ اور قرینہ ہے وہ ایسی ہنڈیا ہے جس میں مصالحے ٹھیک ہیں اور پکی بھی ٹھیک ہے۔ مراقبے کا بھی پہلا زینہ محبت ہی ہے۔ اگر پہلے زینے پر قدم پھسل جائے تو دوسرے پر کیسے چڑھے گا۔

۴۔ اہلِ طریقت پر لازم ہے کہ محرمانہ گفتگو نامحرموں کے سامنے نہ کریں۔ صحیح خدمت وہ کر سکتا ہے جو دوسروں کے عیوب سے آنکھیں بند کر لے۔ دنیا مردود ہے اس کا کشف بھی مردود ہے۔ دین اصل منزل ہے اس کا کشف کامیابی اور مراد ہے۔ جب بزرگان کی زیارت ہو تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کرے۔ ان کا ختم دلائے اور فاتحہ پڑھے۔ پھر آگے راستہ ملتا ہے ورنہ پھاٹک بند ہو جاتا ہے۔

۵۔ یہ دور جواب شروع ہو رہا ہے۔ اس میں دوسرں

Marfat.com

کے عیوب سے نگاہ ہٹا کر اپنی منزل کی فکر کرے۔ جنہیں ذکر عطا ہوا ہے انہیں اپنی نماز اور روزہ و وظائف کی سخت حفاظت کرنی چاہیئے، نہیں تو بنا بنایا گھروندہ بگڑ جائے گا۔

Marfat.com

فقیر دن رات میں چالیس حالتیں بدلتا ہے۔ بعض اوقات وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ فقیر چاہتا ہے کہ کوئی لے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ فقیر دینا شروع کر دیتا ہے۔ کسے باشد۔ لیکن کوئی بڑا ہی بانصیب ہوگا، جس پر فقیر نگاہ کرم ڈال دے۔

۲۔ روشنی محبت اور صحبت سے قائم رہتی ہے۔ ایک شخص نے مجذوب کی خدمت میں وہی کباب پیش کئے جو انہیں مرغوب تھے۔ جب وہ کھا چکے تو کباب لانے والا بیس کوس تک کی چیزیں دیکھ سکتا تھا۔ سات برس تک یہ حالت قائم رہی، پھر جاتی رہی۔ ذکر و اذکار شروع کئے مگر روشنی نہ ملی۔ صحبت اختیار نہ کرنے کی وجہ سے وہ چیز چلی گئی۔ اس روشنی کو محبت ہی قائم و دائم رکھتی ہے۔

۳۔ شیطان نے بھی نافرمانی کی اور سیدنا آدم علیہ السلام سے بھی بھول ہوئی۔ لیکن سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنی غلطی تسلیم کی اور

Marfat.com

مقبول بارگاہ ہوئے۔ شیطان نے اپنی غلطی پر اصرار کیا اور مردود ہو کر رہ گیا۔

۴۔ جتنے لوگ راہِ طریقت پر قدم رکھتے ہیں انہیں دنیا میں پریشانیاں آتی ہے۔ پھر دل دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ جل شانہٗ اپنی محبت عطا فرما دیتے ہیں۔ آخری منازلِ حیات میں دنیا بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

۵۔ نفرت کی دو صورتیں ہیں۔ یا پریشانیاں یا وسعت دنیا جب تک دنیا سے نفرت نہیں ہوتی، بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں صادق نہیں ہوتا۔ صدق یکسوئی چاہتا ہے، بعد میں اگر دنیا بھی مل جائے تو اسے پروا نہیں ہوتی۔

۶۔ توفیقِ دیدار اسے دی جاتی ہے جو دیکھنے کے بعد ضبط بھی کر سکے، بڑے دل و جگر کا مالک ہو، ظاہر نہ کرے، اپنے ہی جانے، کھپٹی برداشت کی قوت پیدا کرو (ورنہ وہی بات ہو گی کہ ذوقِ دیدار اسے ملا جو نگاہ کی تاب نہ لا سکے۔)

۷۔ بدبختی جب انسان کو گھیرتی ہے تو تعصب کا مادہ پیدا ہوتا ہے، دوسرے حسد پیدا ہوتا ہے، تیسرے حُبِّ دُنیا، پھر بدبختی پوری طرح گھیر لیتی ہے۔ تعصب قلب کی سماعت اور عقل کی طاقت سلب کر لیتا ہے۔ آنکھ کی دید سلب کر لیتا ہے۔ حسد لاکھوں برس

Marfat.com

کی عبادت ختم کر دیتا ہے۔ شیطان نے کتنے برس عبادت کی ایک حسد نے ملیامیٹ کر کے رکھ دی۔ جب دنیا سے دل اتنا سخت ہو جاتا ہے کہ پھر اس پر کوئی چیز اثرانداز نہیں ہوتی بس چھٹی ہوگئی، بندے کی باگ دوڑ نفس کے ہاتھ میں آجاتی ہے، جہاں چاہے لے جائے۔ دیکھئے قارون کہاں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے دوستوں کے ہاں بڑی بڑی چیزیں محبت ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ ورنہ کسی کو طاقت یا دولت کے زعم میں کچھ نہیں ملتا۔

Marfat.com

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا طریقت ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ اسے انتقالِ احوال بھی کہتے ہیں۔ اس کے چار ذریعے ہیں۔ اوّل موت، اس موت کا تعلق طبعی موت سے نہیں ہے، بلکہ نفس کی موت سے ہے۔ جب نفس مُردہ ہو جاتا ہے تو قلب زندہ ہوتا ہے۔ جو زندہ و بیدار ہوتا ہے وہی زندگی کا مالک ہوتا ہے۔ زندہ کے پاس محبت ہوتی ہے عزمِ سفر ہوتا ہے، بصارت ہوتی ہے، بصیرت ہوتی ہے، سبھی کچھ ہوتا ہے۔ نفس کی موت سے پہلے نفس کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ وہ منبع ہے جہاں سے بدی پیدا ہوتی ہے اور شیطان کا ڈیرا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس قلب وہ مقام ہے جہاں رحمٰن کا بسیرا ہے۔

۲۔ نفس کی پہلی حالت امّارہ ہے۔ یعنی نفس سرکش۔ اس میں غرور اور شہوت کا غلبہ ہوتا ہے۔ غرور سے انسان مقامِ بندگی سے ہٹ جاتا ہے۔ ایسے شخص کی خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ خود کو پہچان نہیں سکتا۔ ہر چیز کو اپنے مقابلے میں ہیچ سمجھتا ہے اور

Marfat.com

خود کو بڑا جانتا ہے۔ شہوت وہ مرض ہے جو عقل انسانی کو سلب کر لیتا ہے، بینائی چھین لیتا ہے۔ نیک و بد کی تمیز اُٹھ جاتی ہے کانوں کی سماعت ختم ہو جاتی ہے۔ راہِ طریقت میں سب سے پہلے اسی کے خلاف جہاد کیا جاتا ہے۔ اس مقام پر اہلِ طریقت مجاہدہ اور خدمت خلق کرتے ہیں۔ ایسے کام کرتے ہیں جس سے نفس کی تذلیل ہو، جب تک سفرِ آخرت پیش نہ آجائے نفس کے از سرِ نو زندہ رہنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اسی لئے اسے آہستہ آہستہ زہر دیتے رہنا چاہیئے۔ شہوت کی آنکھ پر پٹی باندھی جاتی ہے، جب نکاح کی مقدرت نہ ہو تو روزے رکھے جاتے ہیں۔

۳۔ جب نفسِ امارہ کے خلاف مجاہدہ شروع ہوتا ہے تو یہ پہلو بدلتا ہے اور نفس لوّامہ بن جاتا ہے۔ خیالی یعنی خالی خولی لذتوں میں الجھائے رکھتا ہے۔ جس سے قوتِ عمل ختم ہو جاتی ہے۔ جب اس کی بھی مخالفت کی جاتی ہے تو یہ مُردہ یا زیر ہو جاتا ہے۔ آخر کار نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اور راضی بہ رضا رہتا ہے۔ نفسِ مطمئنہ حاصل ہونے پر ہی یقین کی منزلیں طے ہوتی ہیں۔ سورۃ فجر میں اللہ کریم نے اسی نفسِ مطمئنہ ہی کو بشارت جنت دی ہے۔

۴۔ دوسرا ذریعہ انتقالِ احوال کا مراقبہ ہے۔ مراقبہ سے اوّل محبت، پھر مشاہدہ، پھر معرفت اور پھر دیدارِ لامکاں حاصل ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ ظاہر بین سطحی نظر حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی۔ حقیقت میں آنکھ کا فیصلہ اٹل ہے۔ نظر عطا بھی ہوتی ہے اور حاصل بھی کی جاتی ہے۔ چشم باطن ان کو حاصل ہوتی ہے جو سچّی محبت کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ ایک روشنی ہے، ایک نُور ہے۔ اس نور کی رسائی حقیقت تک ہوتی ہے۔ یہ ہر دھوکے سے پُرامن اور ہر گڑھے سے محفوظ ہے۔ اس نظر کو پیدا کرنے کے لئے مراقبہ اور ریاضت کرنی پڑتی ہے۔ آخرت کا سفر مشکل اور اُونچ نیچ والا ہے۔ کئی نشیب و فراز آتے ہیں۔ نابینا اور ناآشنا سفر کے خاتمے سے پہلے ہی گڑھے میں گر جاتے ہیں۔ ان کا سفر اُدھورا رہ جاتا ہے۔

۵۔ ذکر کیا بھی جاتا ہے کرایا بھی جاتا ہے۔ لیکن ذکر کرنے والے اب ناپید نہیں تو صرف خال خال ملتے ہیں۔ اب تو ذکر کرایا جاتا ہے۔ ذکر کرتے کرتے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ معبود اس پکارنے والے کو خود پکار لیتے ہیں۔ بس یہی کامیابی کا نقطۂ آغاز ہے۔ پہلے چولہا تیار ہوتا ہے پھر چنگاری رکھ دی جاتی ہے تاکہ کھانا پکے نہ کہ گھر جلے۔ فقیر دین کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ شعبدہ بازی کے لئے نہیں۔ جب تعلیم مکمل ہو جاتی ہے ضبطِ نفس حاصل ہوتا ہے اور نظر بالغ ہو جاتی ہے تب روحانی طاقت سے کام لینا سکھایا جاتا ہے۔ اسے کہتے ہیں طاقت کا بے نقاب ہونا۔ اہلِ دنیا کی محبت ناسُوتی

Marfat.com

ہے جو زبان سے بولتی ہے۔ فقیر کی محبت اللہ کی محبت ہے جو دلوں میں گھس کر بولتی ہے۔ اہل طاقت معانقہ نہیں کرتے، سر کو دبانے نہیں دیتے اور مصافحہ پورا نہیں کرتے۔ سینہ امین نورِ معرفت ہوتا ہے۔ اگر بالمقابل برداشت نہ کر سکے تو مشکل ہوتی ہے۔ اس نور سے کثافتیں سلب کی جاتی ہیں۔

۶۔ مراقبہ نیا جنم لینا ہے۔ ہر رونگٹا آگ میں سے نکلتا ہے۔ لطیف ہو جاتا ہے۔ تب دوسروں کے سینوں میں جاگزیں ہو سکتا ہے۔ دماغ ابلتا ہے، دھواں نکلتا ہے۔ مشاہدہ کی بات عقل نہیں سمجھ سکتی۔ ذکر میں تو دراصل اللہ جل شانہٗ قلب سے خود کو خود ہی آواز دیتے ہیں۔ ورنہ بندے کی کیا مجال کہ رب العالمین کو پکار سکے۔ جیسے دنیا میں کوئی شخص گورنر جنرل کو آواز نہیں دے سکتا۔

ناپاک چیز آگ میں پڑ کر پاک ہو جاتی ہے۔ انسان جو نطفۂ ناپاک سے پیدا ہوا ہے ذکر کی آگ سے نکل کر پاک ہو جاتا ہے۔

۷۔ جو فقیر سے محبت کرتا ہے وہ فقیر کے خیال میں رہتا ہے۔ فقیر کا خیال عالم ناسوت سے لاہوت تک کی سیر کرتا ہے۔ جو فقیر کی مخالفت کرتا ہے فقیر اس کی دعا بن جاتا ہے۔ فقیر کبھی در پے آزار نہیں ہوتا۔

Marfat.com

مُرشد اور مُرید کا باہمی ربط :۔ جس محبت میں سلیقہ اور ضبط نہیں وہ محض جنون ہے۔ جس محبت میں سلیقہ ہے وہ منزل ہے۔ اہلِ دنیا کی محبت کا تعلق زبان سے ہوتا ہے۔ اہل اللہ کی محبت کا تعلق قلب سے ہے۔ اہل محبت کی تعلیم حال سے زیادہ ہے قال سے کم۔ اس لئے اہل محبت کو محرموں اور نامحرموں میں تمیز کرنی چاہیئے۔ محرم کے حال میں غیر محرموں میں نہیں ہونا چاہیئے مرشد اور مرید کا تعلق ایک راز ہے اس لئے اشارہ کنایہ ہی سے اظہار اچھا ہے۔ بالکل پردہ اٹھا دینا بھی مناسب نہیں۔ یہ ایک ایسا حال ہے جو صرف خواص کی سمجھ کے اندر ہے اور عام کی رسائی سے بالاتر ہے۔

جب کبھی مرشد اور مرید کسی جگہ غیر محرموں کی مجلس میں اکٹھے ہو جائیں تو اس وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ محرموں کے حال میں نامحرموں میں ملا تو لوگ بدگمان ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے بے راہ حق سے محروم رہ جائیں۔ یہ ایک خاص بات ہے۔ کیونکہ اہلِ خدمت ہر وقت خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ہر جگہ اور

89731

Marfat.com

ہر لمحہ موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اکثر اوقات معتقدین کی بے ضبطی کے باعث ان کے کام میں رخنہ پڑتا ہے۔

مثال کے طور پر دست بوسی عوام کی رسائی کے اندر ہے۔ (جائز متصور ہوتی ہے۔) لیکن قدم بوسی ان کی رسائی (سمجھ) سے باہر ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ لوگ اس طریق سے بدگمان ہو جاتے ہیں اور پھر راستہ دشوار ہو جاتا ہے۔ دست بوسی کنایہ ہے اور قدم بوسی پورا حال ہے۔ اس لئے عوام کے سامنے کنایہ پر اکتفا کرنا چاہیئے۔

۲۔ اہلِ طریقت کو ایسے حال میں رہنا چاہیئے کہ دوسروں کے لئے باعثِ رغبت ہو، تاکہ ان کے گمان اور ارادے درست ہو جائیں تعلیم حال سے بھی ہوتی ہے۔ حال کی تعلیم فوری اثر کرتی ہے۔ لیکن قال کی تعلیم دیر سے اثر کرتی ہے۔ یہ راستہ محبت کا ہے اس لئے جب تک محبت کے قانون سے واقف نہ ہو گا راستہ کٹھن ہو جائے گا۔ محبت والوں میں گریبان چاک کرو گے تو سمجھیں گے یہ درد والے (اہل درد) ہیں لیکن اگر دنیا والوں میں دامن چاک کرو گے تو وہ پتھر ماریں گے۔ پھر دنیا والے بدنام بھی کرتے ہیں کہ یہ شخصیت پرستی ہے۔ ایسے مواقع پر فقیر خدمت میں مصروف ہوتا ہے اور قلوب پر نگاہ ڈالتا ہے لیکن قدم بوسی دیکھ کر لوگ سوچتے ہیں ہمیں بھی ایسا کرنا پڑے گا۔ اس لئے بدگمان ہو جاتے ہیں لہٰذا طریقت

Marfat.com

والوں پر پابندی ہوتی ہے کہ غیر محرموں میں ٹھیک سے رہیں، یہ ہوتا ہے تعاون۔ یہ خدمت خلق ہے۔ مجمع عام میں خود کو قابو میں رکھو۔ محرموں میں بے شک بے قابو ہو جاؤ۔ سماع میں بھی یہی حکم ہے کہ صرف محرم آئیں نامحرم نہ آئیں۔ (اہل حق نامحرموں کو مجلس سماع میں بار نہ دیتے تھے۔ ایک کی بے یقینی سے بہتوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔

۳۔ اہل طریقت کو ہر وقت دو حالوں میں رہنا پڑتا ہے۔ محرموں کا حال اور نامحرموں کا حال ــــــ محرموں کا حال چھپی ہوئی چیز ہے اسے کھولنے کا حق نہیں۔ اہل طریقت کا اکٹھا ہونا درون پردہ ہے۔ جو پردہ دار گھر میں رہتی ہے وہ باہر نکلے تو برقعہ اوڑھ کر نکلے گی۔ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب یہ تعلیم بند ہو جائے گی۔ پھر تعلیم صرف القائے سے ہو گی۔ غیر محرم سٹپٹائیں گے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہر شخص کے ظرف اور ہمت کے مطابق القاء ہو گا۔ پھر وہ تعلیم کسی سے کہہ نہ سکے گا۔ کیونکہ کہا اور مرا۔ پھر اس پر عمل سے چوکے گا تو بھی مارا جائے گا۔ سختی سے پابند ہونا پڑے گا۔ معترض زیادہ ہوں تو خاموشی کا موقع ہے۔ فوراً تصور شیخ کرو اور دل میں اللہ اللہ کرو۔ ذکر لطیف سے قلب کو سکون ہوتا ہے۔ اس سے کثافتیں سلب ہوتی ہیں۔ جس کو کسی وقت فقیر بلاتا ہے تو اس کا انتظام کر کے بیٹھتا ہے پھر اگر وہ شخص وقت پر نہیں آتا تو انتظام ختم ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

محبت ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ جل شانہٗ اپنے ان بندوں کو عطا فرماتے ہیں جن سے وہ راضی ہو گئے۔ محبت کا تعلق قال سے نہیں عمل سے ہے۔ جس محبت کا تعلق قال سے ہے وہ فریب ہے۔ جس محبت کا تعلق عمل سے ہے وہی حقیقت میں محبت ہے۔ ایک روشنی ہے جس کی مدد سے انسان خود کو دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے۔ جو جتنی محبت کا مالک ہے اتنی ہی بڑی روشنی کا مالک ہے۔ جو محبت سے محروم ہے وہ درحقیقت اندھیرے میں ہے۔ اہل محبت خدمت کے مالک ہوتے ہیں' حکم کے نہیں۔

محبت کا مقام جب قلب پر ہوتا ہے تو یہ فنا ہوتی ہے۔ مدہوش ہوتی ہے۔ ایسے نشے میں ہوتی ہے جس میں ہوش نہیں۔ یہ قلب میں ایک ایسا درد پیدا کرتی ہے جس میں قرار نہیں ایک ایسا ذکر عطا کرتی ہے جس میں چین نہیں۔ اور جب محبت مقام نفس پر پڑتی ہے تو یہ ایک برق ہے جو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور

Marfat.com

نفس کو لاشہ بنا دیتی ہے۔

جب محبت روح میں مقام کرتی ہے تو یہ ایک بقاہے، جسے فنا نہیں۔ اسے حیاتِ ابدی کہتے ہیں۔ جو لوگ حیاتِ ابدی کے مالک ہو گئے انہوں نے اپنے رب کو راضی کر لیا اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا۔ وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

Marfat.com

ہر پاک شے کے لئے پاک برتن کی ضرورت ہوتی ہے اور جتنی بڑی چیز ہوتی ہے اتنے ہی بڑے برتن کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید یعنی اس کی محبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور اس کا برتن قلب انسان (مومن) ہے۔ انسان کا قلب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی محبت کے لئے مخصوص فرمالیا ہے اس لئے جب انسان کو دنیا میں بھیجتے ہیں نُور سے غسل دے کر بھیجتے ہیں۔ جو لوگ اس غسل کی حفاظت کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی حفاظت کرتے ہیں۔

پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس نُور سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اِس عالم کی اشیاء کو بھی دیکھتے ہیں۔ اُس عالم کی اشیاء کو بھی دیکھتے ہیں۔ طریقت میں اسے مکاشفہ کہتے ہیں۔ جو لوگ پاک نگاہوں سے پاک چیزوں کو دیکھتے ہیں خطرے سے خالی ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی عافیت میں ہوتے ہیں۔ جو لوگ پاک نگاہوں سے غلط چیزوں کو دیکھتے ہیں اور ان آنکھوں سے غلاظت تلاش کرتے

Marfat.com

ہیں وہ اپنی نظر کھو بیٹھتے ہیں۔ اس لئے اہلِ طریقت میں کشف دنیا مردود ہے۔ کیونکہ دنیا مردود ہے اور مکاشفۂ غیبی وہ اعلیٰ اور ارفع شے ہے جو انسان کو اس کی منزل مقصود سے آگاہ کرتا ہے۔ ہر خطرے سے آگاہ کرتا ہے۔ سفر میں ہمراہ رہتا ہے۔ یہ چیزیں اس وقت عطا ہوتی ہیں جب انسان اللہ جل شانہ کی محبت اور اس نور کی جو روزِ ازل سے عطا ہوا تھا حفاظت کرتا ہے۔ دُنیا مردود ہے اور اس کی محبت بھی مردود ہے۔ اس لئے مردود کے ساتھ اللہ جل شانہ کی محبت کبھی اکھٹی نہیں ہو سکتی۔ جتنی قلب کے اندر دنیا کی محبت ہوگی، دنیا کی سوچ بچار ہوگی اتنا ہی وہ قلب کثیف اور غلیظ ہوتا چلا جائے گا۔ یہ کثیف شے نور سے محروم ہوتی ہے اور جو نور سے محروم ہوتی ہے، وہ بصیرت اور بینائی سے بھی محروم ہوتی ہے۔ جس کے پاس بینائی نہیں وہ اکثر ٹھوکریں کھاتا ہے اور ایک دن ہلاکت کو پہنچ جاتا ہے۔

۲۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہے اللہ کی راہ میں صرف کر۔ کیونکہ طریقت میں دعویٰ کرنا اور پھر عمل نہ کرنا منافقت ہے۔ لم تقولون مالا تفعلون ہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قلب کو دنیا کی محبت سے پاک رکھے۔ دنیا کو صرف ہاتھوں تک رہنے دے۔ قلب میں جگہ نہ دے۔ ایسے لوگ توکل کے مالک ہوتے ہیں۔ اور

Marfat.com

اہلِ توکل کو اللہ تعالیٰ بڑی بڑی طاقتیں عطا فرماتے ہیں۔

۳۔ طریقت میں دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک اختیاری اور دوسری غیر اختیاری۔ جو انسان حسنِ عمل اپنے اختیار سے کرتا ہے، وہ زیادہ مقبول ہے اور جو کروایا جاتا ہے وہ اس مقام کی چیز نہیں۔ اہلِ طریقت مریدین کو مجاہدے میں ڈالتے ہیں اور پھر وہ منزل طے کروا کے ہی چھوڑتے ہیں۔ اہلِ طریقت ایسے ہی ہاتھ ہاتھ میں نہیں لیتے۔ وہ ذمہ دار ہوتے ہیں۔ پہلے تو تعلیم سے یہ چیز اذہان میں داخل کی جاتی ہے پھر کوئی اس تعلیم پر از خود عمل نہ کرے تو زبردستی مجاہدہ کروایا جاتا ہے۔

۴۔ قلب میں وسعت پیدا کرنی چاہیئے تاکہ اتنی وسیع چیز (حبِ الٰہی یا دردِ محبت) اس میں سما سکے۔ فکر کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ طریقت تو طریقت کے اصول ہی کے مقابل ملے گی۔ اصول کے خلاف یہ منزل طے نہیں ہوگی۔ لاکھوں میں ایک انسان ایسا ہوتا ہے جسے طے کی کرائی منزل ملتی ہے۔ وہ پیدا ہی پابند ہوتے ہیں اور پابند ہی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

قلب میں دردِ محبت بھی پیدا کرنا پڑے گا۔ چار پیسے پلّے ہوں تو غریبوں میں بانٹ دے، خود بھوکا ننگا رہ کر دوسروں کو کھلا اور اوڑھا۔ یہی ایثار ہے۔ خود جاگ کر دوسروں کو سُلا۔ راہِ طریقت میں

Marfat.com

یہ کرنا ہی پڑے گا۔

۵۔ اپنی جائز ضرورتیں پوری کرنے کے بعد جو جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں وہ مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر تیرے عزیز و اقارب میں کوئی بھوکا ننگا ہے اور تو جمع کر رہا ہے تو تو قتل کا مجرم ہے۔ مسلمان تو کچھ بچا نہیں سکتا۔ اللہ کریم سے نیک گمان رکھتے ہوئے، طبیعت مخیّر رکھیے پھر عطائے الٰہی کا تماشا دیکھیے۔

(اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ دنیا دار کی زکوٰۃ ۲۰۰ درہم میں ۵ درہم اہلِ حق کی زکوٰۃ ۱۹۵، اور ۵۔ اپنے لئے اور خاص الخواص کی پورے ۲۰۰ درہم زکوٰۃ ہیں۔ اور کچھ زائد جرمانہ بھی۔ کیونکہ یہ ۲۰۰ جمع ہونے کی نوبت ہی کیوں آنے پائی۔)

Marfat.com

ہر فانی شے کی محبت بھی فانی ہے۔ اور جو فانی ہے اس میں سکون و قرار نہیں۔ وہ انقلاب میں ہے۔ بقا کی محبت باقی ہے۔ اور ہر باقی انقلاب سے محفوظ ہے۔ اس میں سکون و قرار ہے۔ طریقت تلاشِ بقا ہے۔ بقا کے متلاشی کو فانی چیزوں سے نفرت کرنی چاہیئے، فنا کی محبت سے بچنا چاہیئے۔ اور بقا کی محبت کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے۔ جب تک انسان فانی کی محبت میں مبتلا رہتا ہے، اسے بقا کا راستہ نہیں ملتا۔ انسان اپنی مراد کو نہیں پہنچتا۔ اس لئے اہل اللہ، اہلِ طریقت، اہلِ محبت فانی چیز سے محبت نہیں کرتے۔ فانی چیزوں کے لئے سائل نہیں بنتے۔

۲۔ جو بقا کی تلاش میں ہو یا بقا حاصل کر چکا ہو، پھر اس کا رجوع فانی چیزوں کی طرف ہو تو طریقت میں اسے منافقت کہتے ہیں۔ جنہیں دنیا کی طمع نہیں ہوتی وہ سکون کا خزانہ بن جاتے ہیں۔ خود پُرسکون رہتے ہیں۔ دوسروں کو بھی سکون عطا کرتے ہیں خود علاج بن جاتے ہیں، دوسروں کو شفا دیتے ہیں۔

Marfat.com

بقا کس کو کہتے ہیں۔ بقا سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اس کو کہتے ہیں بقا باقی رہنے والی۔ بقا سے محبت حیاتِ ابدی ہے۔ جب یہ محبت کامیاب ہوجاتی ہے اسے کہتے ہیں حیاتِ ابدی۔ پھر بندے کو موت کا غم نہیں رہتا، موت سے ڈرتا نہیں۔ بقا سے محبت بڑی پاک اور لطیف شے ہے جسے انسان بیان نہیں کرسکتا۔ اسے تو انسان صرف محسوس ہی کرسکتا ہے یا مشاہدہ کرسکتا ہے۔

۲۔ ہر پاک شے کے لئے پاک برتن کی ضرورت ہے۔ جتنی بڑی شے ہے اتنا ہی بڑا برتن ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا مقام انسان کا قلب قرار دیا ہے، اسے منتخب کرلیا ہے۔ انسان جب عالم وجود میں آتا ہے تو اس کے قلب کو نور سے دھو کر بھیجتے ہیں جو انسان اس نور کی حفاظت کرتے ہیں بقا کے مالک بن جاتے ہیں۔ جو انسان اپنے قلب میں نجس کو جگہ دیتا ہے، وہ پاک محبت سے محروم ہوجاتا ہے۔ نجس کی محبت نجس ہے۔ دُنیا ایک مردود شے ہے۔ اس کی محبت بھی مردود ہے۔

جو لوگ اپنے دل میں دنیا کی محبت بساتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ جل شانہٗ کی طرف پُشت کرلیتے ہیں، جو لوگ اللہ جل شانہٗ کی محبت دل میں بساتے ہیں وہ خوش نصیب لوگ ہیں۔ وہ ایک دن اپنی مراد کو پالیتے ہیں، انہیں راستہ مل جاتا ہے۔

Marfat.com

وہ لوگ دُنیا کو اپنے ہاتھوں سے آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ وہی لوگ سچے اور صادق ہوتے ہیں اور اہلِ محبت ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کی دنیا ان کے ہاتھ سے نکل کر ان کے قلب میں جا بسی وہ ہلاک ہوگئے اور اندھیرے میں آگئے۔ جن کی پیٹھ دنیا کی طرف ہوتی ہے اور مُنہ اللہ جل شانہ کی طرف ہوتا ہے، اللہ جل شانہ' ان کے قلب میں نُور عطا فرماتا ہے جسے نُورِ معرفت کہا جاتا ہے۔

جو نُورِ معرفت کے مالک ہوتے ہیں، وہ اس نور سے اس عالم کو بھی دیکھتے ہیں اور اس عالم میں ہوتے ہوئے عالمِ اُخروی سے بھی باخبر ہوتے ہیں۔ اس روشنی سے خود کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں۔ جہاں روشنی ہوتی ہے وہاں اندھیرا نہیں ہوتا۔ اس دل میں اللہ جل شانہ' کی محبت ہوتی ہے۔ جہاں اللہ کی محبت ہوتی ہے وہاں دُنیا کی محبت نہیں ہوتی۔ دنیا کی محبت اندھیرا ہے اور اللہ کی محبت روشنی ہے۔ اندھیرے میں پریشانی ہوتی ہے اور روشنی میں سکون ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے قلب میں روشنی کا انتظام کرنا چاہیئے۔ دنیا کی محبت سے دستبردار ہونا چاہیئے۔ دنیا کی محبت اختیاری ہے۔ جب کہ نظامِ دنیا غیر اختیاری ہے۔

۴۔ اللہ جل شانہ نے دنیا کی جائز ضروریات حاصل کرنے کو لازمی قرار دیا۔ لیکن اس سے محبت کو مردود قرار دیا۔ رزقِ حلال

Marfat.com

کمانے کے لئے محنت کرنا مقبول ہے۔ لیکن کمانے اور ضروریات پوری ہونے کے بعد مال کا جمع کرنا یا پیسے سے محبت کرنا یہ دنیا کی محبت ہے۔ طمع کرنا محبت دنیا ہے۔ اب یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے خواہ اسے مقبول بنالے یا مردود بنالے۔ دنیا کا مکاشفہ مردود ہے۔ مکاشفہ سے تو منزل تلاش کرنی چاہیئے۔

۵۔ ایک طریقت جسمانی ہوتی ہے اور ایک اخلاقی طریقت کی تعلیم زیادہ تر اخلاقی ہے۔ جب تک بندہ اخلاقیات کو اختیار نہیں کرتا جسم کا چلن بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اخلاقیات ایک ایسی روشنی ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ جسم کتنے کا مالک ہے۔ اہلِ طریقت میں اگر دنیا کی محبت یا طمع دیکھ لو تو سمجھ لو کہ وہ فریب میں مبتلا ہے دوسروں کو کیا راہ پر ڈالے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بغیر توقع اور طمع کے کوئی مال آجائے تو وہ جائز ہے لیکن نفس کے لئے سوال کرنا اہل طریقت کے ہاں مردود ہے۔ اگر اللہ کے لئے مانگتے ہیں تو تمہاری نسبت کسی مقام سے کروانا چاہتے ہیں۔ شیطان کا کام نفس کی خدمت کر کے اسے موٹا (فربہ) کرنا ہے تاکہ یہ اندرونی دشمن مضبوط ہو جائے۔

(اہل اللہ نے اسی لئے راہِ سفر میں یا حبِ مال کے لئے یہ اصول وضع کیا ہے کہ پہلے تو طمع نہ کریں۔ از خود ملے یا آئے تو اسے منع نہ کریں۔

Marfat.com

مل جانے پر جمع نہ کریں۔ یعنی لَا طَمَع، لَا مَنَع اور لَا جَمَع)۔

۶۔ نفس کی سب سے بڑی طاقت دنیا کی محبت ہے۔

اللہ جل شانہٗ قلب کی طاقت کا سامان فرماتے ہیں۔ قلب کی طاقت اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی معرفت ہے۔ اہلِ طریقت تو ہندوؤں کو بھی مرید کر لیتے ہیں۔ ہندو مقامِ استدراج تک طے کر سکتا ہے۔ اس سے آگے مقامات طے کرنے کے لئے رسالت پر ایمان ضروری ہے۔ ہندو جب استدراج طے کرتا ہے، پھر اس کی طبیعت تڑپتی ہے کہ آگے کے راز کو بھی حاصل کروں تو ایمان لے آتا ہے۔

مسلمان کو اللہ جل شانہٗ کی بالواسطہ محبت دی جاتی ہے۔ یعنی مرشد کے واسطے سے محبت دی جاتی ہے۔ اس لئے مرشد دروازہ بن جاتا ہے۔ مرشد کی محبت بھی ہوتی ہے وہ آگے بھی دیکھتا ہے۔ ہندو کو صرف چوکھٹ کی محبت دی جاتی ہے۔ جوگی گرو کا بھی یہی راز ہے۔ گرو چیلے کو صرف اپنی محبت دے سکتا ہے، آگے کچھ نہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ ہندوؤں کے استدراج میں صرف اسی عالم کا کشف ہوتا ہے، اگلے عالم کا نہیں مسلمان کے استدراک میں اس عالم کا بھی کشف ہوتا ہے کیونکہ جس آئینے (ذاتِ مُرشد) میں وہ دیکھتا ہے وہ اس عالم کے کشف کا بھی عالم ہوتا ہے اور اُس عالم کے کشف سے بھی باخبر ہوتا ہے۔ اگر مرشد چاہے تو آگے بھی سیر کرادے اور بھید کھول دے۔

Marfat.com

آج کا دن اور آج کی رات (۱۲ ربیع الاوّل) اللہ جل شانہٗ کی ایک عجیب و غریب نعمت ہے۔ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عزیز ترین شے اور ہماری عزیز ترین ہستی مخلوق کو عطا فرمائی۔ یہ دن نہایت ہی اہم ہے۔ اور جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا عجیب و غریب انعام مخلوق کو دیا تو یہ بھی یقینی امر ہے کہ اس دن اور رات کو قیامت تک اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں انعامات عطا فرماتے رہیں گے۔ جنہیں اللہ جل شانہٗ نے وہ قلب عطا فرمایا ہے جس میں نورِ معرفت ہے اور وہ اس کی اہمیت سمجھتے ہیں۔

اس دن کی دوسری اہمیت اہلِ سلسلہ کے لئے یہ ہے کہ یہ حضرت صابر پیا کے وصال کا دن ہے۔ آج محفل بھی منعقد ہوئی۔ کیا بتاؤں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے کیا کیا کرم اور فیضان تھے اگر انسان اپنی آنکھ سے دیکھ لے تو شاید سب کچھ بھول جائے اور یہی ایک یاد رہ جائے۔

Marfat.com

۲۔ فیضان مختلف طریقوں سے ہوا کرتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ باطنی فیضان کی سب سے پہلی صورت یہ ہے کہ انسان اپنے بدن کے اندر ایک سرور محسوس کرتا ہے، اور اس کی اعلیٰ شکل کیف ہے۔ پھر اس سے اعلیٰ وجد، پھر محویت، پھر استغراق۔ کیف و وجد اختیاری بھی ہوتا ہے اور غیر اختیاری بھی۔ ان مقامات پر انسان کبھی اپنے حال میں ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کے حال میں ہوتا ہے۔ محویت اختیاری صورت ہے، استغراق غیر اختیاری صورت ہے۔

کیف کیا ہے؟ اللہ جل شانہٗ اسے اُنس کا چھینٹا دیتے ہیں۔ اس کے جسم میں ایسی محبت سرایت کرتے ہیں، جس سے جسم میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ ان لذات کی وجہ سے انسان کچھ بھولتا ہے اور کچھ یاد کرتا ہے اور اسے ایک خاص قسم کی خوشی حاصل ہوتی ہے جس کا تعلق احساس سے ہے بیان سے نہیں۔

۳۔ وجد کیا ہے؟ یہ ایک جامِ توحید ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنے چاہنے والوں کو منبر کرامت پر بُلاتا ہے، جسے پیتے ہی انسان ماسوا بھول جاتا ہے اور ایک ایسی حالت وارد ہوتی ہے جس سے صاحبِ وجد اپنے مقام پر جا کھڑا ہوتا ہے اور اس دربار میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ صورت اس عالم تک اختیاری ہے جہاں تک رسائی

Marfat.com

کا تعلق ہے اور تہ پہنچنے کے بعد غیر اختیاری ہے۔

اگر کوئی فنافی الشیخ کے مقام کا حامل ہے تو شیخ کے قدموں میں حاضر ہو جائے گا۔ فنافی الرسول کے مقام والا دربارِ رسالت میں حاضر ہو جاتا ہے۔ اگر فنافی اللہ کے مقام کا ہے تو اللہ جل شانہٗ کی تجلیات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور وہ دیدارِ لامکاں میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسی کو استغراق کہتے ہیں۔ وجد اور استغراق کے درمیانی مقام کو محویت کہتے ہیں۔ اس مقام میں انسان مشاہدہ میں سرتاپا غرق ہوتا ہے۔ اور باقی سب سے بیگانہ ہوتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں عالمِ محویت۔

یہ وہ ذرائع ہیں جن سے اللہ جل شانہٗ انسانی قلوب پر اپنے فیضان کی بارش کرتے ہیں۔ اور مجالس میں بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی ایک کے صدقے میں سب کو نواز دیتے ہیں۔ جو باادب اور باہوش بیٹھتے ہیں وہ اپنے دامن بھر لیتے ہیں، اور جو بے ادب اور بے ہوش بیٹھتے ہیں وہ اکثر اپنی محفوظ طاقتیں بھی کھو دیتے ہیں۔

۴۔ رات کی محفل بھی دیکھی اور دن کی بھی۔ کیا چیز تھی۔ قوال بھی وہی، سننے والے بھی وہی، منتظم بھی وہی، جگہ بھی وہی بس رات کو نامحرموں کی شرکت تھی جن کو ادب سے دُور کا بھی تعلق نہیں

Marfat.com

تھا اور جو مجلس کے قانون کے مطلق جاہل تھے' اس وجہ سے جو کوئی بھی ہم میں صاحب رسائی تھا وہ اپنے مقام پر رسائی نہ کر سکا۔ میں نے خود دیکھا رات پچاسی فیصد (۸۵ فیصد) بے وضو تھے اور کچھ تو تھوڑی دیر بعد باہر جا کر دم لگاتے تھے اور پھر اندر آتے تھے۔ چاروں کھڑکیوں کے ساتھ دھواں اڑا رہے تھے۔ ایسی حالت میں کسی مقام کی طرف رجوع کرنا خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے صبح اس کا انتظام کیا گیا اور پھر مجلس قاعدے کے مطابق ہوئی۔

۵۔ مجلس پر فیضان قوال کے گلے یا کلام کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ صاحب محفل کے تعلق سے ہوتا ہے۔ مجلس کا جس سلسلہ سے تعلق ہوتا ہے اس کے صدقے میں اللہ کریم نوازتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کرم تھا۔ لوگوں نے اپنے شیخ کی طرف رجوع کیا اور حضرت صابر پیا کے فیضان پوری مجلس پر شروع ہو گئے۔ جب اس کے چاہنے والوں نے مجلس کی حاضری کو قبول کیا تو معبود نے بھی قبول کیا کیونکہ اس کے چاہنے والوں کی نظر معبود کو مقبول ہے۔

اس لئے جب کبھی مجالس میں بیٹھو۔ باادب' باوضو بیٹھو۔ اگر طبیعت میں بے سکونی ہو فوراً باہر نکل جاؤ۔ جب سکون محسوس

Marfat.com

ہو یا بڑھ رہا ہو اس وقت تک بیٹھے رہو، جب تک تمہارا دامن بھر جاتا ہے۔

مجلس کے بھی فیضان دیکھے۔ لنگر کے بھی فیضان دیکھے۔ پندرہ سیر قورمہ چار سو آدمیوں نے کھایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے چاہنے والوں کے نام پر لنگر میں برکت عطا فرما دی۔ یہ مقام مقبولیت کی دلیل ہے اور مقام شکر ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے یہ کرم عطا فرمایا۔

۶۔ جب کسی بزرگ کا عرس ہو تو ان کے ہاں کی سُنّت ضرور پوری کرو۔ یعنی اگر وہ دال شوق سے پکواتے تھے تم بھی دال پکاؤ۔ لیکن اپنی محبت کا ثبوت بھی دو۔ یعنی جو کچھ اپنے پاس ہے اس کے مطابق کوئی اعلیٰ چیز بھی پکاؤ۔

ایک عرصہ دراز سے یہ خواہش تھی کہ ہمارے محفل خانے کو حضرت صابر پیا کا لنگر عطا فرما دیں۔ ایک زمانے تک اہلِ طریقت کے فیضان جمع ہوتے ہیں اور پھر وہ تاریخ در تاریخ ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی فلاں مقام پر یہ ملا اور فلاں مقام پر یہ ملا۔ صاحب مزار کے جو لنگر تقسیم کرتے ہیں ان پر میں نے ایسے ایسے فیضان دیکھے جو صاحب مجاہدہ پر بھی نہیں دیکھے۔ اس میں توکل کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ لنگر کی خدمت کرو، ہڈیاں پھینکنے کی خدمت بھی کرو اور پلیٹیں بھی صاف کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

۔ قبولیت کی دلیل یہ ہے کہ کھانا فاضل رہتا ہے اور بیماری میں بھی کھانے والے کو تکلیف نہیں دیتا۔ اس لنگر کی خدمت میں ضرور حصہ لینا چاہیئے۔ جتنی پلیٹیں اٹھائے یا جتنی خدمت کرے نُور کی بارش ہوتی ہے۔ میں یقین لے کر بیٹھتا ہوں کہ اللہ کریم کے دوستوں کا دربار ہے، ان کے دوستوں کی چیز ہے یہ کم نہ ہوگی۔ اس لئے لنگر کبھی کم نہیں ہوتا جب تک مرشد پر حق الیقین نہ ہو آگے راستہ نہیں ملتا۔

Marfat.com

ایک پیر بھائی حافظ صاحب کو خواب میں حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ انہیں خواب میں ندامت ہوئی کہ اتنی بڑی ہستی اور میرا کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ ارشاد فرمایا۔ میاں کیا چاہتے ہو؟ عرض کی ایمان چاہتا ہوں۔ بڑے خوش ہوئے۔ وہاں کے خدام نے کہا دو پیسے تیل کے لئے دے دو۔ وہ بھی دے دیئے۔ پھر خواب میں حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ عرض کی حضور، میری حضرت بایزید بسطامی کے ہاں حاضری ہوئی ہے۔ فرمایا حق ہے۔ معبود جتنا چاہتا ہے اپنا راز دیتے ہیں۔ بزرگانِ دین کی ہر راز سے آگاہی ضروری نہیں۔ بعض باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ بتا دیتے ہیں، بعض باتوں کا جواب بزرگ اپنے قیافے سے دیتے ہیں۔ درست بھی ہو سکتا ہے غلط بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے کہ اتقو من فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہ۔ یعنی مومن کی فراست سے بچتے ڈرتے رہو کیونکہ وہ اللہ پاک کے نورِ معرفت سے دیکھتے ہیں۔

Marfat.com

طریقت ایک ایسی راہ ہے جس پر قدم رکھتے ہی اپنی باگ دوسرے کے ہاتھ میں دینی پڑتی ہے اور انسان کو خود سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ شکر اور صبر کا توشہ ساتھ رکھنا پڑتا ہے۔ جو اس راہ میں صابر اور شاکر ہوتے ہیں وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں۔ اپنی منزل طے کر لیتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو وہ لوگ پسند ہیں جو شکر کرتے ہیں، جو پریشانیوں میں اپنی لغزشوں پر نگاہ رکھتے ہیں لیکن معبود کا گلہ شکوہ نہیں کرتے۔ ایک وہ لوگ ہیں جو اللہ کے احسان پر راضی ہو جاتے ہیں اور ہر چیز پر صبر کرتے ہیں تو اللہ بھی ان کے معاون و مددگار ہو جاتے ہیں۔ جن کے معاون رب کریم ہو گئے، سمجھ لو وہ اپنی مُراد کو پہنچ گئے۔

۲۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے سے راضی ہو جاتے ہیں تو اسے توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور جب اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں تو اسے اپنی محبت عطا فرماتے ہیں اور اپنے بندوں کی محبت بھی عطا فرماتے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ محبت ایک درد ہے جس میں قرار نہیں، ایک ذکر ہے محو نہیں، ایک نشہ ہے جس میں ہوش نہیں۔ جس کو اللہ کریم نے اپنی محبت عطا فرمادی وہ انسان بن گیا محبت جب قلب پر مقام اختیار کرتی ہے تو یہ مدہوشی ہے فنا ہے۔ اور جب نفس پر مقام کرتی ہے تو یہ ایک لاشہ ہے۔ اور جب روح پر مقام کرتی ہے تو یہ بقا ہے۔ جنہیں بقا حاصل ہو جائے وہ کامیاب و بامراد ہیں۔

۴۔ اہلِ محبت اہلِ خدمت ہوتے ہیں اور اہلِ خدمت اللہ رب العزت کو بہت عزیز ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جو خدمت کرتے ہیں وہ ان کے ہاں مقبول ہیں۔ عبادت سے تو جنت اور دوزخ کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اگر عبادت قبول ہوگئی تو جہنم کی آگ سے بچ گیا اگر نہ ہوئی تو آگ کی زد میں آگیا۔ لیکن خدمت سے اللہ جل شانہٗ خوش ہوتے ہیں، راضی ہوتے ہیں۔ یہ مقامات طالبانِ مولا کے ہیں۔ وہ عبادت کرتے ہیں نہ جنت کی خواہش میں نہ دوزخ کے خوف سے۔ نہ خدمت کرتے ہیں کسی طمع یا لالچ سے۔ بلکہ وہ تو ہمہ وقت اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ وہ ہر حالت میں کامیاب ہیں۔ دیکھنا! کبھی مالک کے ساتھ وعدہ خلافی نہ کرنا، ورنہ مشکل میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

دوم کبھی کسی دنیاوی کھانے سے تکلیف محسوس نہ کرو اور نہ ہی اسے

Marfat.com

کھانے کی طرف منسوب نہ کرنا۔ بلکہ منجانب اللہ سمجھ کر راضی برضا ہو جاؤ۔ انشاء اللہ تکلیف خود ہی رفع ہو جائے گی ورنہ شرک ہے۔

(ایک باخدا بزرگ نے بھولے سے اپنے پیٹ کے درد کو دُودھ کی طرف منسوب کیا تھا، دوسرے ہی دن توحید خالص کی بات کر رہے تھے۔ ندا آئی۔ توحید کی بات کرتے حیا نہیں آئی۔ کیا وہ لبن (دودھ) والی بات بھول گئے۔)

۵۔ اگر کوئی چیز اچھی حاصل ہو جائے تو یہ نہ سمجھو کہ اپنے کمال، کسب یا ذاتی خوبی کی بنا پر حاصل ہوئی۔ بلکہ فضل ربی سمجھو اور شکر ادا کرو۔ (شکر بہت بڑی نعمت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توفیق شکر عطا ہونے پر بھی شکر لازم آتا ہے۔)

۶۔ جب تک راہِ طریقت کا بالغ نہ ہو جائے ہر صحبت میں نہ جانا چاہیئے، بگڑنے کا ڈر ہے۔ اگر بچپن میں سیر کرنے کو دل چاہے تو کسی بڑے کی انگلی پکڑ کر جائے۔ گناہ ہونے سے محفوظ رہے گا۔ اسی لئے نئے اور خام مرید کو جگہ جگہ پھرنے اور مختلف بزرگوں اور آستانوں کی حاضری سے منع کیا جاتا ہے۔)

"یک در گیر و محکم بگیر"

راہِ طریقت کا اوّلین اصول ہے۔

Marfat.com

صحبت سے آسان کوئی مجاہدہ دنیا میں نہیں۔ اگر کوئی اس کا بھی پابند نہ ہو سکے تو اللہ کی مرضی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب ہی کو اچھی سمجھ اور اچھا فہم عطا فرمادیں۔ ہر مراقبے میں ہر ایک کے لئے ایک نئی بات پیدا ہوتی ہے۔ اس میں عطا اور جزا کے حکم ہوتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ حضور قبلہ عالم کو کسی کے لئے عطا کا حکم ہوا۔ وہ صاحب موجود نہ تھے موقعہ چلا گیا۔ اب آئندہ حکم ہو نہ ہو۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کشتی میں سوار تھے۔ رات کے کسی وقت اپنے چھوٹے صاحبزادے نظام الدین کو تین بار آواز دی۔ نظام الدین ادھر آؤ۔ صاحبزادے سو رہے تھے۔ سید محمد نظام الدین بدایونی ثم دہلوی بھی شریکِ سفر تھے۔ آپ نے عرض کی حضور صاحبزادہ نظام الدین سو رہے ہیں۔ غلام نظام الدین حاضر ہے۔ تین مرتبہ یہی جواب دیا۔ تیسری آواز پر حضرت بابا فرید صاحب نے فرمایا اچھا بیٹا تم ہی آگے آؤ۔ مشیّتِ الٰہی یوں ہی ہے تو فرید کیا کر

Marfat.com

سکتا ہے۔

اس طرح اس رات حضرت خواجہ سید نظام الدین بدایونی عطائے نعمت سے نوازے گئے۔ (جسے چاہے پروردگار دے۔)

۲۔ چلّہ کشی بھی ایک مجاہدہ ہے۔ لیکن چلّہ اب کوئی کاٹ نہیں سکتا اور جان کی قربانی دے نہیں سکتا، نوکری چھوڑ نہیں سکتا۔ روزہ رکھ نہیں سکتا۔ چار برس میں یہ بات ضرور پیدا ہونی چاہیئے تھی۔ اور اس صحبت سے اتنی محبت پیدا ہونی چاہیئے تھی کہ اس کی سختی سے پابندی کرتا۔ صبح بیٹھنا شروع کیا تھا۔ لیکن ایک دو روز بعد میری طبیعت ناساز ہوگئی۔ اس طرح دیدہ و دانستہ خود نہیں بیٹھا لیکن اس پر نظر رہی کہ میرے دو بھائی اس کے پابند رہے اور میرا قلب متوجہ رہا۔ الحمدللہ!

۳۔ کسی کا پیسہ دینا ہو فوراً واپس کر دینا چاہیئے۔ خواہ دمڑی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ چیز راستہ روک دیتی ہے۔ اِدھر کی بات اُدھر نہیں لگانی چاہیئے۔ تلاش اگر صدق دل سے ہو تو یہ بذات خود اتنی بڑی طاقت ہے کہ اس کے اثرات چہرے پر نمودار ہوتے ہیں۔ جتنے مراقبے چھوڑتا ہے اپنے معاملات کو خود تاخیر کی نذر کرتا ہے۔

۴۔ روانگی کے وقت حضرت قبلہ عالم نے فرمایا تھا کہ فقیر جو کچھ چاہتا ہے اس کے لئے زمین تیار نہیں ہے۔ ابھی تک بھائی کا وقار

Marfat.com

اور محبت پیدا نہیں ہوئی۔ مرشد کی محبت تو دُور کی چیز ہے جماعت کی پابندی نہیں ہوئی۔ جماعت کی حیثیت سے سوچنا اور محسوس کرنا شروع نہیں کیا۔ ہر ایک اپنی اپنی ڈفلی بجا رہا ہے۔ اپنی ہی فکر میں ہے۔ دوسرے کا غم نہیں پالتے۔ قرأت کسی کو آتی نہیں۔ سب امام بننے کی فکر میں ہیں۔

(معاذاللہ! یہ اس وقت حالت تھی تو اب تو اللہ ہی حافظ ہے۔ ضرورت ہے کہ اس منفی انداز فکر کو چھوڑ کر مثبت طرز عمل اختیار کیا جائے۔)

Marfat.com

اہلِ طریقت پر شکر کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جو ہر وقت شکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جاتے ہیں طریقت میں شکر اس لئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ اس راہ پر چل کر انسان اپنی منزل کو پہنچتا ہے۔ اس راہ میں جب اللہ کریم اپنا پہلا کرم فرماتے ہیں تو اپنے بندے کو توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اور جب مزید خوش ہوتے ہیں تو اپنے ذکر کے دروازے اس پر کھول دیتے ہیں۔ ذکر ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ جل شانہ، یہ نعمت اپنے ان بندوں کو عطا فرماتے ہیں جو ان سے قلبی رابطہ پیدا کر لیتے ہیں۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو دل سے چاہنے لگ جاتے ہیں تو سب سے پہلا انعام اللہ تعالیٰ کی وہ توفیق ہے جس کی وجہ سے بندے کا قلب اپنے معبود کو پکارتا ہے۔ اور اس طرح رب سے تعلق قائم کر لیتا ہے۔ دوسرا انعام یہ ہے کہ اللہ جل شانہ اسے اپنے ذکر کی حلاوت عطا فرماتے ہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جو انعام ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کے ماتحت آتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے اپنے

Marfat.com

دل میں یاد کرتا ہے ۔ میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں ۔ اور جو مجھے محفل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے ملائکہ کی ارفع و اعلیٰ محفل میں یاد کرتا ہوں ۔ یعنی ملائکہ کی محفل میں اس بندے کا ذکر کروایا جاتا ہے ۔ اس سے بڑھ کر کیا خوش نصیبی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دل میں یاد کریں اور محفلِ ملائکہ میں بھی ۔

۲۔ بس جس کو اللہ تعالیٰ یاد فرمالیں وہ کامیاب ہے اور ایک دن وہ اپنی مراد کو ضرور پہنچے گا ۔ جب ایک ذکر کے مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اتنی عطائیں فرماتے ہیں تو بندے پر بھی واجب ہو جاتا ہے کہ کسی لمحہ اپنے رب کے فکر سے غافل نہ رہے ۔ (اسی لئے تو کہتے ہیں جو دم غافل سو دم کافر)

۳۔ جو بندے شکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نعمتوں میں اضافہ فرماتے ہیں ۔ جو کوئی اپنے انعامات میں اضافہ چاہتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کرے ۔ جُوں جُوں اظہارِ شکر بڑھتا ہے تُوں تُوں بندے پر انعاماتِ ربانی بڑھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے ۔ آمین !

۴۔ ایک صاحب چشتیہ صابریہ خاندان کے حلقہ بگوش ہیں ۔ پیرو مرشد کا وصال ہو گیا ہے ۔ جس شب حضرت مخدوم پاک سید علاؤالدین علی احمد صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی محفل ہوئی تو صبح مجھ (بھائی جان) سے

Marfat.com

آکر کہنے لگے کہ رات خواب میں دیکھا آپ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کے باہر کھڑے ہیں۔ حضور قبلہ عالم بھی تشریف فرما ہیں اور آپ اپنے پیر بھائیوں کی حاضری بارگاہ مخدوم پاک میں کرا رہے ہیں۔ جب میں آگے بڑھا تو آپ نے مجھے پیچھے ہٹا دیا۔

۵۔ فقیر کسی کو یکدم پیار میں لپیٹتا ہے کسی کو دیر میں فقیر کا پیار خالی از مصلحت نہیں ہوتا۔ (سنا ہے کہ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب آپ کے مرشد پہلی مرتبہ توجہ دینے لگے تو فرمایا "بابا توکل! کیاری کیاری یا ہکو واری۔ سائیں توکل شاہ کی زبان سے نکل گیا حضرت ہکو واری۔ کہتے ہیں سائیں توکل شاہ صاحب برداشت نہ کر سکے اور آپ کے نتھنوں اور منہ سے خون جاری ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ مرشد اپنے مرید کے معاملات کو آپ ہی بہتر سمجھتا ہے۔)

۶۔ وہی مہرہ کامیاب ہے جس پر شاطر کا ہاتھ پڑ جائے۔ مہرے نے کیا پیٹنا ہے۔ یہ تو شاطر کا ہاتھ ہے جو پیٹتا ہے۔ حضور غریب نواز خواجہ اجمیر شریف رحمۃ اللہ علیہ کا میرے مرشد پر بڑا وسیع کرم ہے۔ اور انہیں مخصوص اختیارات والی وزارت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اگر اصلاحِ دین کی خدمت ان کے سپرد نہ ہوتی تو میرے مرشد ہر روز صبح سے شام تک ایک لاکھ کرامتیں دکھاتے۔ فقیر پہلے اپنا رجسٹر پُر کرتا ہے تاکہ انسان کی تکمیل ہو جائے۔

Marfat.com

محبت شیخ سہل ترین راستہ اور آسان ترین مجاہدہ ہے۔ انسان منزل طے کرنے کے لئے اور کچھ نہ کرسکے تو صحبت کی پابندی تولازم کرے۔ ایک دن راز کھل جائے گا۔ جنہیں آنکھیں ملتی ہیں وہ دیکھتے تو ہیں، لیکن بولتے نہیں۔ ان کا حوصلہ اور ظرف وسیع ہوجاتا ہے۔ وہ خاموشی سے تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ وہ مشیت میں دخل نہیں دیتے۔ بلکہ راضی برضا رہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میاں عارف کو اکٹھا مل جائے گا۔ دنیا میں کوئی راز ایسا نہیں جو ہمیشہ راز رہا ہو۔ وقت آنے پر عام ہوجاتا ہے۔ آم کا پیڑ ایک گٹھلی میں سمایا ہوتا ہے۔ برسوں محنت کرنے کے بعد وہ پیڑ پروان چڑھتا ہے۔ کوئی گمان بھی نہیں کرسکتا کہ اس گٹھلی کے اندر اتنا بڑا پیڑ پنہاں ہے۔ تھوڑے سے صبر کی ضرورت ہے۔ مجذوب اوپر سے نیچے طے کرتا ہے۔ سالک نیچے سے اوپر طے کرتا ہے۔ مجذوب پہلے مجاہدہ میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر مقامِ حیرت میں کھو جاتا ہے۔ سلوک خاص بندوں کو عطا ہوتا ہے۔ جذب عام کو عطا ہوتا ہے۔

Marfat.com

دنیا ایک بازار ہے جو بند ہونے والا ہے۔ جو لوگ بازار بند ہونے سے پہلے اپنے گھر کی ضروریات خرید لیتے ہیں وہ بہت بڑی پریشانی سے بچ جاتے ہیں۔ اور جو لوگ بازار بند ہونے کے بعد اپنی ضروریات کا خیال کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔ اور وقت پڑنے پر پریشانیوں کا سامنا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ بازار جا کر سیر تماشے میں مصروف ہو جاتے ہیں وہ بھی بازار بند ہونے کے بعد کفِ افسوس ملتے ہیں۔

۲۔ دنیا ایک بازار ہے جس میں آخرت کا سامان اکٹھا کیا جاتا ہے۔ جو لوگ بازار سے رخصت ہونے سے پہلے خود کا محاسبہ کر لیتے ہیں وہ وقت کے اندر اندر اپنا سامان سفر اور زادِ راہ اکٹھا کر لیتے ہیں۔ جن کے پاس سامانِ سفر اور زادِ راہ ہوتا ہے وہ سفر سے گھبراتے نہیں۔ جن کے پاس سامان نہیں ہوتا وہ سفر سے ڈرتے ہیں۔ اگر بچ نہ سکیں تو بھی بہت پریشانی کے عالم میں سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ آخرت کے سفر کا سب سے پہلا سامان نماز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی عبادت ہے۔ انسان اس وقت تک عبادت کے قابل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلبی تعلق پیدا نہیں کر لیتا۔ یہ تعلق پیدا کیا بھی جاتا ہے کروایا بھی جاتا ہے۔ یہ کسبی بھی ہے اور وہبی (عطائے محسن) بھی۔ دونوں حالتوں میں معبود ہی کا کرم ہے۔ ایک حالت میں بندے کو کسب کی توفیق دیتے ہیں اور دوسری حالت میں اپنے خاص فضل وکرم سے یا پھر اپنے کسی محبوب بندے کے صدقے میں اور کسی کے توسل سے عطا فرماتے ہیں۔ جب قلبی تعلق پیدا ہوتا ہے تو انسان کو عبادت میں ایک لذت اور حلاوت ملنے لگتی ہے۔ پھر وہ تمام عمر نماز کا پابند ہو جاتا ہے اور کبھی نماز ترک نہیں کرتا کیونکہ :۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسشِ نماز بود

۴۔ صحیح کشف یہ ہے کہ اپنی جستجو میں لگا رہے۔ اپنا نقص دیکھے اور اسے دور کرے۔ یہ ہے کام کی چیز۔ دوسروں کے عیب دیکھنے یا محض بازار کا تماشا کرنے کے لئے کشف کام کی چیز نہیں۔

Marfat.com

جب تک خلوص پیدا نہیں ہوتا راستہ نہیں ملتا۔

جن لوگوں کے پاس خلوص ہے اور نیت صالح ہے وہ ایک دن اپنی منزل پا لیتے ہیں۔ طریقت کی راہ پر چلنے والوں پر بڑی ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس راہ میں جس نے طمع کو ترک کر دیا، اپنی زبان پر قدرت حاصل کر لی اور اپنے نفس کے خلاف مسلسل جہاد شروع کر دیا، اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر کرم فرماتے ہیں اور وہ اپنی منزل کو جا لیتا ہے۔

۲۔ جس کو جتنا علم ہے اتنا ہی وہ اپنے اعمال کا جوابدہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہر دم ڈرنا چاہیئے اور عملِ نیک کی توفیق مانگنی چاہیئے۔

Marfat.com

جو شخص جس قدر اور جتنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت چاہتا ہے اسے چاہیئے اتنی ہی وہ دنیا کی محبت ترک کر دے۔ دنیا کی محبت ایک اندھیرا ہے۔ اور اندھیرے میں سوائے پریشانی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت ایک نُور ہے جس میں انسان خود کو بھی دیکھتا ہے اور اپنی منزل کو بھی دیکھتا ہے۔ وہ اپنی منزل بھی طے کرتا ہے اور دوسروں کی منازل بھی طے کرواتا ہے۔ اندھیرے میں انسان اپنی منزل بھی کھو دیتا ہے اور دوسروں کی بھی راہنمائی نہیں کر سکتا۔

۲۔ دنیا کی محبت اور چیز ہے اور دنیا کو فرض کی حیثیت سے اختیار کرنا اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو حضرت انسان کی جائز ضروریات کے لئے پیدا فرمایا۔ تاکہ اس میں اپنی اور اپنے بال بچّوں کی ضروریات تلاش کرے۔ صبح گھر سے نکلے تو یہ نیت کرے کہ معبود میں حصولِ رزق کی تلاش میں جا رہا ہوں تاکہ بیوی بچّوں کی امانت جو

Marfat.com

تُو نے میرے سپُرد کی ہے اس کا کفیل ہو سکوں اور اپنے نفس کے حقوق پورے کر سکوں۔ اس میں مجھے خیر و برکت عطا فرما۔ آج تو میری مدد فرما اور مجھے ہر شر سے محفوظ رکھ۔ تو جب تک وہ اپنے کام سے گھر واپس لوٹے گا تو اس وقت تک اس کی حصولِ روزی میں جدوجہد کو عبادت میں شمار کیا جائے گا۔

یاد رکھو! انسان جس عمل کی نیت نہیں باندھتا وہ کسی کھاتے میں شمار نہیں ہوتا۔ بغیر نیت کے نماز بھی عبادت میں شمار نہیں ہوتی۔ جب بندہ فرض کی نیت باندھتا ہے تو فرض کا ثواب ملتا ہے۔ جب سُنّت کی نیت باندھتا ہے تو سُنّت کا ثواب ملتا ہے اسی طرح جب انسان گھر سے نیت باندھ کر نکلتا ہے تو اللہ اس کی مدد فرماتے ہیں اور اسے عبادت میں شمار کرتے ہیں۔ یہ وہ دنیا ہے جس کی تلاشِ ضروریات زندگی کے لئے جائز اور فرض ہے اس سے بڑھ کر جو دنیا کی طرف بڑھتا ہے وہ جائز نہیں۔

۳۔ محبتِ دنیا یہ ہے کہ بندہ اسے ہر جائز اور ناجائز طریقے سے اکٹھا کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرے۔ ایسے شخص کا حشر اچھا نہیں۔ (ایسے آدمی کے لئے بڑی ہی وعید آئی ہے۔ اللہ کریم بچائے۔)

۴۔ محبت انسان کو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ اور ان کے

Marfat.com

حبیب پاک سرکار دو عالم فخرِ بنی آدم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کرنی چاہیئے۔ جو گھر والے مالک کا حق ادا نہیں کرتے اور اس کا گھر دوسرے کو سونپتے ہیں، وہ وقت آنے پر مقدمہ ہار جائیں گے اور مشکل میں پڑ جائیں گے۔

اس لئے یہ (قلب انسان) جس کا گھر ہے اسے دے دو۔ (اللہ کریم قلب مومن میں رہتا ہے۔) ظاہری اعضاء پر دنیا کا حق ہے' انہیں دنیا میں لگا دو۔ آنکھوں سے عبرت ناک چیزیں دیکھو' زبان سے نیک کلمہ کہو، پاؤں سے اچھے مقام پر چل کر جاؤ، ہاتھوں سے کسبِ حلال اور نیک روزی کماؤ۔

۵۔ جب مکان غلط قسم کے کرایہ دار کو دے دیا جاتا ہے اور وہ خود نہیں نکلتا تو پھر کہیں رپٹ درج کرائی جاتی ہے کہ مکان خالی کر دو۔ یہی اہلِ طریقت کا حل ہے یعنی جب بندہ دنیا کی محبت میں اتنا دھنس جاتا ہے جیسے دلدل میں پھنسا ہو، اور نکلنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ کنارے والے کو آواز دیتا ہے طریقت میں پیر اور مرید کا یہی تعلق ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں کا سہارا ڈھونڈا جاتا ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ اللہ کی محبت کی چنگاری دل میں رکھ دیتے ہیں جس سے فاسد مادے جلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ سوائے باری تعالیٰ کے قلب

Marfat.com

میں کچھ نہیں رہتا۔ پھر انسان مجسم دوا اور شفا ہو جاتا ہے۔

۶۔ بزرگوں کی محفل میں حلقہ کی صورت میں بیٹھنا چاہیئے۔ فقیر کی مجلس کا ادب از حد لازم ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص مراقب بھی ہو اور بزرگ کی آمد کی اطلاع ہو جائے تو مراقب شخص پر لازم ہے کہ مراقبہ چھوڑ دے۔ یہ ادب کا تقاضا ہے۔ (جیسے مرشد کی موجودگی میں تسبیح پڑھنا اور ورد وظائف کرنا منع ہے۔)

۷۔ تصوف میں ایک مقام روح بالمقابل کا آتا ہے۔ اس کی پہلی صورت یہ ہے کہ جسم لطیف نکل کر سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ یعنی انسان خود کو مجسم اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ یہ حالت بڑے کام کی چیز ہے۔ لیکن اس جسم لطیف کو قابو میں لانا، مطیع کرنا اور اس سے کام لینا بہت مشکل امر ہے۔ کچھ لوگ اس میں دہشت کھا کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن اگر توفیقِ الٰہی شامل حال ہو تو انسان سنبھل جاتا ہے۔

تسخیر ہمزاد میں بھی یہی صورت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ سوائے اپنی ذات کے کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر جب کھو جاتا ہے تو مرشد سامنے آجاتا ہے تاکہ "میں" پیدا نہ ہو۔

بُرے موقعہ پر اندر والا سامنے آکھڑا ہوتا ہے اس وقت فوراً اٹھ کر علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔ اور ہمزاد کو مطیع یا تابع فرمان کر کے اور مقام پر لا کر بات کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

۸۔ دوسری صورت روح بالمقابل کی یہ ہے کہ جس بزرگ کا خیال کرے، وہاں حاضری ہو جاتی ہے۔ آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔ وہاں بھی آدمی بہک جاتا ہے کہ یہ کیا ہے۔ میں کیا ہوں۔ گھبراؤ نہیں تمہاری ہی چیز تمہارے اندر سے نکلی ہے، جس مقام سے چاہو اسے دباؤ۔ رفتار اتنی ہے کہ پلک جھپکنے میں یہاں اور پھر لاہور۔

یہ پیاس بھی محسوس کرتا ہے اور بھوک بھی محسوس کرتا ہے جب یہ جسم لطیف اپنے بدن سے باہر نکلتا ہے تو بھوک پیاس محسوس کرتا ہے۔ پھر یہ (اصلی) بھوک محسوس نہیں کرتا۔ دونوں جسموں میں مطابقت ہے اور گہرا ربط ہے اس جسم کو تکلیف پہنچے تو اسے بھی پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے ایک ہمزاد رکھا جاتا ہے۔ غیر مسلم بھی اس پر قابو حاصل کر لیتا ہے لیکن اس کی پرواز عالم ارواح تک نہیں ہو سکتی۔ زمین پر اڑ سکتا ہے، خبریں لا کر دے سکتا ہے لیکن یہ اس کی طاقت سے باہر ہے کہ کہیں حاضر ہو یا عالم ارواح میں جائے۔

مراقبے میں بھی ایک ایسی صورت ہوتی ہے۔ اس جسم کو نکال کر کسی محفل میں پہنچایا جاتا ہے۔ لیکن ہر وقت ایسا نہیں کیا جاتا۔ جتنا وہ جسم لطیف کام کرتا ہے یہ اصلی جسم کمزور ہو جاتا ہے اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ جسم لطیف اتنا طاقتور ہو جاتا ہے کہ جسم کثیف کو پکڑ کر اڑ جاتا ہے۔

Marfat.com

جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت نہیں کر سکتا، وہ اللہ تعالیٰ سے بھی محبت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اللہ کریم کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا اہل ہے۔ جو نظر آتا ہے اس سے محبت نہیں تو اس ذات سے محبت کیسے کرے گا جو نظر نہیں آتی۔ جب تک نیّت میں صدق اور اخلاص پیدا نہیں ہوتا آگے راستہ نہیں ملتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر کرم خاص فرماتے ہیں جو صدیق ہوتے ہیں۔ جب نیت میں صدق پیدا ہو جاتا ہے تو بندۂ سالک ہر قسم کے طمع سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جس نے طمع کو ترک کیا اس نے اپنی راہ کو سمجھ لیا۔ جس نے راہ کو سمجھا وہ کامیاب ہوا۔

یہ ریڈیو جو آواز پکڑتا ہے وہ پہلے ہی سے فضا میں موجود ہوتی ہے۔ انسان جو بول بولتا ہے یہ ضائع نہیں ہوتے۔ ریکارڈ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا سنبھل کر بولنا چاہیئے۔ دل بھی ریڈیو بن جاتا ہے تو فضائی لہریں پکڑنے لگتا ہے۔ جب کوئی انسان محبت سے یاد کرتا ہے تو

Marfat.com

اس کا جواب بھی محبت سے ملتا ہے۔ جو لوگ اپنے بھائیوں کے دُکھ درد میں شریک ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دکھ درد میں شریک ہو جاتے ہیں۔ مریض کی بیمار پُرسی کرنے سے اسے تسکین ہو جاتی ہے کہ کوئی میرا بھی خیر خواہ ہے۔

ہر بات کی تلخی سے منکر نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ سوچنا چاہیئے۔ جتنی بات تلخ ہوتی ہے، اتنے ہی معانی اور فوائد اس میں مضمر ہوتے ہیں۔ اولاد والدین کے لئے بڑی راحت ہے اور مصیبت بھی۔ اگر صحیح تربیت نہ ہوئی تو جتنی خرابیاں کریں گے، والدین کو بھی عذاب پہنچے گا۔ (دکھ تو اس دنیا میں ہی پہنچ جاتے ہیں۔ غلط کار اولاد کے ہاتھوں والدین کی جان اجیرن ہوتے دیکھی)۔ جو نیک اولاد ہوتی ہے اس کا ثواب قبر میں بھی والدین کو پہنچتا ہے۔ جن والدین کو اپنی محبت پر قابو نہیں، ان کی اولاد خطرے میں ہے۔ اولاد کو جفاکش بناؤ، سخت بچھونا دو اور محنت کا عادی بناؤ۔ نہ معلوم ان کے مقدر میں کیا ہے۔ اس لئے ہر قسم کے حالات اور وقت کے لئے تیار کرو۔ جب بڑے ہو جائیں پھر سختیاں کم کرو۔ چند گھڑیوں کی تلخی عمر بھر کی مٹھاس کا سامان بن جاتی ہے۔

۲۔ تبلیغ وہ کرے جسے وردی مل جائے۔ پھر سب مانتے ہیں۔ حکومت کی طاقت اس کی پشت پر ہوتی ہے۔ (یہی عالم اجرائے خلافت وعطائے اجازت کا ہے۔)

Marfat.com

شکر ہے اس ذات پاک کا جس کی یہ کرم نوازی ہے کہ اس نے اپنے دوستوں کی صحبت عطا فرمائی۔

ارشاد فرمایا۔ وقت سخت آگیا ہے۔ کام کا دور شروع ہو گیا ہے۔ مصیبت سے بچنے کی تدبیریں نہ لڑانا۔ صرف تصور (مرشد) کرنا ہی کافی ہے۔ محبت سب سے ہے۔ ایسے مرید تو دنیا میں نہیں رہے جو شیخ کو چاہیں اور اس کی خدمت کو ایمان سمجھیں۔ بس مراد رہ گئے ہیں جنہیں شیخ چاہیں اور جن کی شیخ خدمت کرے۔ مرید صادق تو اشارے کی بات سمجھ جاتا ہے۔ کھول کر کہیں تو وہاں سے نام کٹ جاتا ہے۔ مشورے پر عمل کرو۔ خواہ تلخ ہو۔ عمل تو کوئی کرتا نہیں اور دعا چاہتے ہیں۔

باوا آدم علیہ السلام پر جب اللہ میاں ناراض ہوئے تو اماں حوّا جدا کر دیں۔ جب راضی ہوئے تو ملا دیا۔ (میدانِ عرفات میں ملاقات ہوئی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ اسی لئے اس میدان کو عرفہ یا عرفات یعنی جان پہچان کا میدان کہتے ہیں۔)

Marfat.com

۲۔ سی آئی ڈی والے بھیس بدل لیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اوروں کو جائز نہیں۔ گھر کے کام بھی عبادت ہیں۔ جو کھائے وہ کھانے کا سامان بھی کرے۔ عورت پر روزی کمانا واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ نان و نفقہ اس کا حق ہے۔ اسی طرح عورت بغیر شوہر کی رضامندی کے نہ گھر سے باہر جاسکتی ہے نہ اس کے مال میں سے بلا اجازت خرچ کرسکتی ہے۔ دنیا آج کل لنگڑی ہے۔ اگر دین کی طرف کوئی آیا ہے تو دنیا چھوڑ دی ہے۔ اور دنیا کی طرف گیا تو دین چھوڑ دیا۔ یہ لنگڑا پن ہے۔ دونوں ٹانگوں پر برابر وزن چاہیئے۔ مہمان نوازی کرنی چاہیئے۔ آپس میں میل ملاقات رکھنی چاہیئے۔ تسبیح آنکھیں کھول کر پڑھنی چاہیئے۔ پھر آنکھیں بند کر کے مراقب ہو۔ تسبیح پڑھتے وقت آنکھیں بند کر کے خراٹے نہیں لینے چاہئیں۔

۳۔ تصور خیال سے ہے آنکھ سے نہیں، لوگ آنکھ سے کرتے ہیں۔ آنکھ کھول کر خیال مرشد کی طرف دوڑاؤ۔ پھر گھو تو دانہ۔

۴۔ درویش جب کوئی ظاہری کام کرتا ہے تو اندر سے کوئی اور ہی کام کررہا ہوتا ہے، بظاہر ٹانکے بھر رہا ہوتا ہے اور اندر سے کوئی اور کام ہوتا ہے۔ یہ خالی از علت نہیں ہوتا۔ ایک بچّے نے ایک درویش کے سر پر تختی سے سایہ کر دیا۔ فرمایا ایک ٹانکا تیرے نام کا بھی۔

۵۔ اپنی اولاد کا تھوڑا سا کام بہت نظر آتا ہے۔ دوسرے کا

Marfat.com

پہاڑ بھی نظر نہیں آتا۔ ایک نہ ایک روگ تو پالنا ہی پڑتا ہے۔ فقیر کے لئے مرشد کی اولاد کو اس کی غلطی پر تنبیہہ نہ کرنا مرشد کے ساتھ خیانت ہے۔ ان کی دست بوسیاں کرنا، ان کو گمراہ کرنا درست نہیں۔

۶۔ مزار پر دیدوالے کے لئے قدم بوسی ہے۔ باقی لوگوں کو صرف فاتحہ پڑھنا چاہیئے۔ نماز آہستگی سے پڑھو۔ قرآن شریف سمجھنے کے لئے اوّل آخر درود شریف پڑھو، پھر قرآن شریف پڑھ کر آقائے نامدار کے حضور ہدیہ (ثواب) پہنچاؤ پھر غور کرو۔ انشاءاللہ سمجھ میں آ جائے گا۔

اس طرح جس جس مصنف کی کتاب سمجھنا چاہو ثواب پہنچا کر سمجھو۔ رزق میں برکت کے لئے جو بزرگ انبیائے کرام والا پیشہ اختیار کر چکے ہوں ان کی روح کو ثواب پہنچاؤ۔

والد کی مٹھی چاپی ضرور کرو۔ سوائے چھٹیوں کے، دفتری اوقات میں کچھ اور کرنا خیانت ہے، روزی حلال نہیں رہتی۔

Marfat.com

ایک علم نُور ہے اور ایک علم اندھیرا ہے۔ جو علم انسان کو اس کی منزل نہ دکھا سکے، وہ اندھیرا ہے۔ حقیقت میں علم وہی ہے جس سے اپنی منزل خود دیکھ لے۔ اور دوسروں کی راہنمائی کر سکے۔

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے زندگی میں کیا کیا سیکھا۔ ارشاد فرمایا چار باتیں (علوم) سیکھیں۔ پہلی بات میں نے یہ سیکھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے رزق کی ذمہ داری اٹھائی ہے تو میں نے اس کی فکر چھوڑ دی۔ دوسرے میں نے یہ سیکھا کہ میرے پیدا کرنے والے کا مجھ پر حق ہے جسے کوئی اور ادا نہیں کر سکتا، وہ مجھے ہی ادا کرنا ہے (بس اس کی انجام دہی میں لگ گیا)۔ ایسے ہی دوسرے حقوق ہیں جو ایک کے بدلے دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ تیسرے میں نے یہ سیکھا کہ کوئی چیز میرے تلاش میں رہتی ہے اور وہ موت ہے جو میرا پیچھا کر رہی ہے۔ میں اس سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ تو میں نے اس کا سامان کرنا شروع کر دیا تاکہ جب بھی موت آئے مجھے جانے کو تیار پائے (یعنی نیک اعمال اکٹھے کرنے شروع کر دیئے)۔

چوتھے میں نے جان لیا کہ میرا ایک مالک ہے جس سے کوئی

Marfat.com

نسے چھپا نہیں سکتا۔ وہ ہر وقت دن رات میرے ظاہر باطن کے حالات سے باخبر ہے۔ کوئی ایسی بات کرنے سے ڈرتا ہوں جس کی وجہ سے کل یوم محشر مجھے مالک کے سامنے شرمسار ہونا پڑے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن ہ "جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔" (سورۃ الرحمٰن)۔

بصرہ کے ایک رئیس نے ایک نوجوان لڑکی کو پکڑ لیا اور کمرے کے سب دروازے بند کر دیئے۔ لڑکی نے کہا ایک دروازہ تو کھلا ہے۔ کیا تو وہ بند کر سکتا ہے جس سے میرا مالک دیکھتا ہے۔ یہ سن کر رئیس کانپ اُٹھا اور گناہ سے باز آ گیا۔

۲۔ حضرت عاصم رحمتہ اللہ علیہ کے فرمودہ یہی چار علوم طریقت کے اصول ہیں۔ جو انسان اللہ تعالیٰ سے جتنی محبت چاہتا ہے، اتنی ہی دنیا سے محبت چھوڑ دے۔ جو اللہ جل شانہ کو راضی کرنا چاہتا ہے، وہ اللہ کی مخلوق کی خدمت شروع کر دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی سے راضی ہو جاتے ہیں تو وہ آنِ واحد میں دنیا بدل دیتے ہیں۔

حضرت غوث پاک کا زمانہ تھا۔ اس وقت کے صاحبِ خدمت کے پاس ایک عورت گئی کہ میرے لئے اولاد کی دعا فرمائیے۔ ارشاد

Marfat.com

فرمایا۔ بی بی! تیرے مقدر میں نہیں۔ وہ مایوس ہو کر چل دی۔ آگے گئی دیکھا کچھ بچے کھیل رہے تھے۔ ایک صاحب نظر بھی پاس کھڑے تھے، فرمایا بی بی کیا دیکھتی ہے، کہا کاش میرے بھی اولاد ہوتی فرمایا یہ جو لڑکا عبدالقادر کھیل رہا ہے اگر یہ کہہ دے تو اللہ تعالیٰ کرم فرما دیں گے۔

عورت نے آپ کو گود میں اٹھالیا اور دعا کی التجا کی۔ آپ نے دعا فرمادی۔ عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ پھر وہ بی بی پہلے والے صاحب خدمت کے پاس گئی اور حال بیان کیا۔ درویش نے فرمایا میں نے لوح محفوظ تک تو پڑھا تھا لیکن عبدالقادر کی زبان کو نہیں پڑھا تھا۔

۲۔ حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت بچہ کی خواہشمند آئی۔ فرمایا بی بی تیری قسمت میں اولاد نہیں۔ فرمایا۔ اگر میری قسمت میں اولاد ہوتی تو آپ کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت کے دل کو یہ بات لگ گئی۔ چھ ماہ تک ایک عالم میں کھڑے رہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ضد کس بات کی ہے لوح محفوظ میں نہیں تو تیری زبان پر تو ہے۔ آپ نے فرمایا جا بی بی! تیرے بچہ ہو جائے گا۔ ان حضرات کی زبان لوح محفوظ بن

Marfat.com

جاتی ہے۔

حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیف الملوک میں ایسے ہی معاملات میں فرماتے ہیں۔

سچے مرد صفائی والے جے کجھ کہن زبانوں
مولا پاک منیند ایہو ییکی خبر اسانوں
ہمت مرداں دی ہر جائی کردی کم ہزاراں
پھلاں بھوراں شمع پتنگاں یار ملاوے یاراں
ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد نظر کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی
قلم ربانی ہتھ ولی دے، لکھے جو من بھاوے
مردے نوں رب قوت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے
مرداں دے ہتھ کارج سارے آپ خداوند سٹے
دنیا باغ، ولی وچ مالی، بوٹے لاوے پٹے
کدھرے پتلا بیج رلاوے کدھرے کرے گھنیرا
کدھرے تھوڑا پانی لاوے کدھرے دے وڈیرا"

۴۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی کے ہاں مہمان ہوئے۔ خادمہ نے ہاتھ دھلائے۔ آپ آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا حضرت کیا بات ہے؛

Marfat.com

فرمایا۔ اس خادمہ کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھا تھا۔ غیرت نے گوارا نہ کیا کہ میری خدمت کرنے والی کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھا ہو۔ اسے مٹا کر جنت کے دروازے پر لکھا ہے۔

یہ طاقتیں اس وقت عطا ہوتی ہیں جب معبود راضی ہوتے ہیں۔ طریقت اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کرنے کے طریقے کی تلاش ہے۔ تلاش کرنا ہمارا کام ہے، کرم کرنا اُن کا کام ہے۔ ہمیں اپنا کام کرنا چاہیئے۔ ان کا کام ان پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

۵۔ میرے عزیز! زکوٰۃ کے متعلق احتیاط برتو اور فوراً ادا کرو۔ بس اسی میں خیر ہے۔ وقت نازک جا رہا ہے۔ کسی کو قرض نہ دو، جو دیا ہے اسے حکمت اور نرمی سے وصول کرو۔ گرہ میں زیادہ رکھو۔ باہر کم رکھو۔ اللہ کی مصلحت اللہ جانتا ہے۔ اسباب ایسے ہی ہوتے جا رہے ہیں تھوڑے وقت میں بہت ساری چیزیں دیکھنی پڑیں گی۔ کام کا وقت آ گیا ہے۔ جو وقت سے پہلے مستعد ہو گیا وہ وقت پر پریشانی سے بچ گیا۔ ایک دن کی پکاؤ تو دس دن کی جمع رکھو، وقت کا تقاضا بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ فضل فرمائیں۔

۶۔ جو لڑی میں پرو دیا گیا امن سے رہے گا۔ جو درود شریف اور استغفار کی کثرت کرے گا امن میں رہے گا۔ جو انکم ٹیکس (زکوٰۃ) ادا کرے گا اس کا مال بچ جائے گا۔ بہت سخت دور ہے۔ ہر وقت

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ سے دعا مانگنی چاہیئے ۔ یہ آمد و رفت تھوڑے دن کی ہے ۔ جو تھوڑے دنوں کی تکلیف برداشت کرے گا بہت بڑی تکلیف سے بچ جائے گا ۔

چند منٹوں میں بہت بڑا کام ہوتا ہے ۔ زندگی کی بہت بڑی بنیاد رکھی جاتی ہے ۔ بہت بڑی آفات کو ہاتھ دیا جاتا ہے ۔ بہت ساری بلیات معبود ٹال دیتے ہیں ۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے سے راضی ہو جاتے ہیں تو اس کے قلب پر اپنی تجلی فرماتے ہیں۔ یہ وہی تجلی ہے جو کوہِ طور پر پڑی۔ اس تجلی کی دو حالتیں ہیں۔ ایک ہیبت، ایک اُنس۔ جب معبود جلالی تجلی فرماتے ہیں تو بندے پر ایک ہیبت وارد ہوتی ہے اور وہ ڈرتا رہتا ہے۔ ہر وقت خوف زدہ رہتا ہے اور اسی عالمِ ہیبت میں اپنی منزل طے کرتا ہے، یہ حالت بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے۔

دوسری حالت میں اللہ کریم جمالی تجلی فرماتے ہیں۔ جب یہ تجلی وارد ہوتی ہے تو محبت پیدا ہوتی ہے۔ اُنس پیدا ہوتا ہے۔ بندہ ہر وقت خوش رہتا ہے۔ خوف زدہ نہیں ہوتا۔ وہ معبودِ حقیقی کی محبت میں سرشار ہو جاتا ہے۔ جس کے قلب پر جمالی تجلی وارد ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف خود سراپا محبت ہو جاتا ہے بلکہ اسے دیکھنے والے بھی سراپا محبت ہو جاتے ہیں۔

جب معبود کسی پر جلالی تجلی فرمانے والے ہوتے ہیں تو اس کے

Marfat.com

قلب پر پہلے ہی خوف طاری ہو جاتا ہے اور جس قلب پر جمالی تجلی فرمانے والے ہوتے ہیں تو اس کے قلب میں اللہ جل شانہٗ اور اس کے دوستوں کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی اپنے حبیبِ پاک سرکارِ دو عالم، فخر بنی آدم حضرت احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

ایسے لوگ اللہ جل شانہٗ کی زبان بن جاتے ہیں۔ اور اللہ رب العزّت ہی کے کان اور ہاتھ بن جاتے ہیں۔ (اُن کے سب کاموں میں مشیتِ الٰہی کارفرما ہو جاتی ہے۔)

۲۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت آپ اس عالم درویشی میں کیسے آئے؟ ارشاد فرمایا۔ ایک دن میرے پاس کچھ روٹیاں بچ گئیں۔ اتنے میں ایک درویش نظر آئے۔ اُن سے عرض کی حضرت یہ روٹیاں اپنے آدمیوں میں بانٹ دیں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ اللہ جل شانہٗ تمہیں نیک بنائے، بس ان کا فرمانا تھا کہ میرا شمار نیکوں میں ہو گیا۔

۳۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام؟ تجلی یعنی نُورِ معرفت ہے۔ پھر اس تجلی میں دو حالتیں ہیں محاضرہ اور مکاشفہ۔ محاضرہ کی حالت میں اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کے قلب میں بیان کی باریکیاں عطا فرماتے رہتے ہیں۔ اور یہ آیاتِ خداوندی کی شہادت

Marfat.com

ہوتی ہے۔ یعنی جب ایسے لوگ بیان کرتے ہیں تو ان کا فرمانا کلام پاک کی روشنی اور راہنمائی میں ہوتا ہے۔ یہ نعمت ان لوگوں کو عطا ہوتی ہے جن سے اللہ تبارک و تعالیٰ تقریر یا بیان کی خدمت لینا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ کسی حالت میں خاموش نہیں رہ سکتے۔ بلکہ ان کا بیان اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ معبود ہی انہیں خاموش کرنا چاہیں۔

دوسری حالت مکاشفہ کی ہے۔ یعنی قلب مشاہدہ میں داخل ہو جاتا ہے، دیکھنے لگ جاتا ہے۔ وہ ان تمام چیزوں کو دیکھتا ہے جو معبود اسے دکھانا چاہتے ہیں، جس راز کو افشا فرمانا چاہتے ہیں۔ بندہ اُسے قلب کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے۔

۴۔ ذاکروں کو ہر وقت احتیاط برتنی چاہیئے۔ جب اُن پر مستی اور کیف کا عالم ہو تو مستورات ان کے سامنے نہ ہوں۔ علیحدہ کمرے میں چلا جائے۔ مستی کے عالم میں دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک اختیاری ایک غیر اختیاری۔ کبھی اپنے حال پر ہوتا ہے کبھی دوسرے کے حال میں ہوتا ہے۔ وہ سرتاپا مستی اور محبت ہوتا ہے۔ ایسے عالم میں اس کی نگاہ کسی پر پڑ جائے تو پھر پیچھا نہیں چھٹتا۔ آنکھوں میں ایک خاص قسم کی مستی وارد ہوتی ہے۔ اگر اس کے چھلکتے جام کا گھونٹ کسی نے پی لیا تو عالم جذب میں چلا جائے گا۔ لہٰذا عالم مستی میں ذاکر کو احتیاط

Marfat.com

برتنی چاہیئے۔

۵۔ دنیا کا رئیس جب خوش ہوتا ہے تو ڈنر دیتا ہے ـــــ خطاب دلواتا ہے۔ جب اللہ میاں (کے دربار) کا رئیس خوش ہوتا ہے تو مالک الملک کی چلمن اٹھا کر دکھا دیتا ہے۔ یہ سودا دیر میں سمجھ میں آتا ہے۔ کام کی چیز یہی ہے۔

موجودہ دور میں جس نے محبت شیخ کی پابندی کرلی وہ عافیت میں ہوجائے گا۔ یہ وقت کچھ اور دکھانے والا ہے۔ اس دور میں احتیاط برتو۔ کسی کو قرض نہ دو۔ دو تو اتنا کہ پھر لینے کا خیال نہ ہو۔ ملک سے باہر جانے سے پہلے مشورہ کرلینا۔ اب قدم قدم پر مشورے کی ضرورت ہے۔ رات کو سونے والے میرے بھائیوں کو شاید رات رات بھر بیٹھنا پڑے۔ معبود جس سے جیسا کام لینا چاہیں گے ویسی صلاحیتیں عطا فرمائیں گے۔ خود ہی بہانہ عطا فرماتے ہیں، خود ہی بخشتے ہیں۔ عبادت کی توفیق بھی خود ہی عطا فرماتے ہیں اور خود ہی قبول فرماتے ہیں۔ ان کی توفیق کے بغیر انسان عبادت کا خیال بھی نہیں کرسکتا ہے۔ یہ معبود کا بہت بڑا کرم ہے۔ جو اچھی صحبت عطا فرمادیں۔ یہ راز بھی ایک روز سمجھ میں آجائے گا کہ جب کوئی کسی سے خوش ہوتا ہے، جبھی اپنے دوست سے ملواتا ہے۔

۶۔ ایک ہوتا ہے امر۔ اسے نہ کھولا جاسکتا ہے نہ بیان کیا جاسکتا ہے ناوقتیکہ حکم ربی نہ ہو اور ایک ہوتے ہیں ترغیبی امور۔

Marfat.com

کچھ اشارے کنائے تاکہ اچھی ترغیب ہو۔ بزرگانِ دین کی صحبت میں بیٹھنے والوں پر شیطان عجب حملے کرتا ہے۔ بتی کے نیچے بیٹھنے والے روشنی میں آجاتے ہیں۔ پھر ایک کی روشنی ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایک کی روشنی ظاہر نہیں ہوتی۔ ایک اگرچہ اندھے ہوتے ہیں لیکن حس اتنی تیز ہوتی ہے کہ بغیر بینائی کے کچھ کر لیتے ہیں۔

شیطان ایسی محفلوں میں حسد اور کینہ کی آگ لگا دیتا ہے۔ کہتا ہے تُو پیچھے رہ گیا۔ ایک چراغ میں تیل لے کے آتا ہے صرف ماچس لگانے کی دیر ہے۔ ایک کے پاس نہ بتّی ہے نہ تیل۔ پہلے کپاس کی فصل کا انتظار کرو۔ پھر سرسوں کی فصل کا انتظار کرو۔ یہ بہت بڑا فضلِ ربّی ہے۔ جو اس کا سامان ہو رہا ہے۔ فقیر کے ذمّے محنت ہے اور طالب کے ذمّے صبر ہے۔ صابر طالب یقیناً کامیاب ہے۔ طالب کے صدق کی دلیل صبر ہے۔ اور فقیر کے صدق کی دلیل محنت ہے۔ دونوں طرف صدق ہو تو کامیابی یقینی ہے۔

۷۔ اگر دو سال کا بچّہ کہے کہ مجھے تو پاؤ بھر دودھ ملا بڑے بھائی کو سیر بھر کیوں ملا؛ اس تفاوت پر غصّے سے پاؤں مار کر اپنا پاؤ بھر دُودھ انڈیل دے تو اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔ جب بچّے کا ہاضمہ بڑھتا ہے اتنا ہی ماں باپ کو اس کی فکر ہوتی ہے۔ دو سیر کا ہاضمہ بناؤ تو ماں باپ بھی دو سیر کی فکر کریں گے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

Marfat.com

جو جتنی محبت کا مالک ہے اتنی ہی روشنی کا مالک ہے۔ جو جتنا محبت سے خالی ہے اتنا ہی اندھیرے میں ہے۔ ہر فانی کی محبت فانی ہے۔ اور جو شے فانی ہے اس کو سکون نہیں قرار نہیں۔ اور باقی کی محبت بھی باقی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے پر کرم فرماتے ہیں تو اُسے توبہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ جب اور راضی ہوتے ہیں تو اپنے ذکر کے دروازے کھول دیتے ہیں اور جب مزید راضی ہوتے ہیں تو اپنی معرفت عطا فرماتے ہیں، اپنی توحید عطا فرماتے ہیں۔

یہ سب چیزیں اس وقت حاصل ہوتی ہیں جب بندہ اللہ جل شانہٗ کو راضی کر لیتا ہے اور جس نے اللہ جل شانہٗ کو راضی کر لیا تو اس نے اپنی منزل کو پالیا۔ عبادت سے جنت اور دوزخ کا مسئلہ طے ہوتا ہے لیکن خدمت خلق سے اللہ جل شانہٗ راضی ہو جاتے ہیں جس سے اللہ جل شانہٗ راضی ہو جائیں اسے پھر کمی کس شے کی ہے؟ یہ مل جُل کر اس لئے بٹھایا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کرنے کے

Marfat.com

راستے تلاش کئے جائیں۔ شیطان کی کوشش ہے کہ عبادت میں بے چینی پیدا کی جائے۔

آپ کا کام ہے جو کہا جائے وہ کرو، اور باقی کا کام منزل طے کرانے والے پر چھوڑ دو۔ جب قلب کے اذکار بڑھ جاتے ہیں تو ہاتھ پاؤں اور جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ قلب بیٹھنے لگتا ہے۔ ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ بس مرنے لگے ہیں۔ ذکر اور درود شریف سے دل کو تقویت ملتی ہے جب کثرت ذکر سے لذّت پیدا ہوتی ہے تو آنکھ مست ہو جاتی ہے پھر القائی اور الہامی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت خاموش رہنا چاہیئے کہ راز ظاہر نہ ہو۔ دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاؤ تاکہ راز ظاہر نہ ہو۔ یا کمرہ بند کر کے اکیلے بیٹھ جاؤ۔ پھر چاہے زبان کھل جائے۔ جب انسان کا ہر رونگٹا اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتا ہے تو سلطان الاذکار کان سے سنتا ہے۔

پھر ایمان کامل ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اعضاء گواہی دیں گے۔ پھر اسے حق الیقین حاصل ہوتا ہے۔ بعض دفعہ انسان کا جسم اس کے قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ٹیک لگا لو یا لیٹ جاؤ۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے پر کرم فرماتے ہیں تو اس کے دل میں اپنا نورِ معرفت عطا فرماتے ہیں تو ابتدا ہی میں یہ دن رات میں چالیس حالتوں سے گزرتا ہے۔ ایک وہ ہیں جن کی آنکھ پر پٹی باندھ کر ان کیفیات میں سے گزارا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں اتنا ظرف اور ضبط نہیں ہوتا کہ وہ مشاہدہ بھی کریں اور اپنا کام بھی جاری رکھیں۔

جب اللہ جل شانہٗ انہیں قوتِ مشاہدہ عطا فرماتے ہیں تو ان کی پٹی کھول دی جاتی ہے۔ وہ مبارک ہیں جو ذمہ داری سے پہلے خود کو ذمہ داری کا اہل بنا لیتے ہیں۔ جو لوگ یہ وقت کھیل کود میں گزار دیتے ہیں' ذمہ داری کے وقت اکثر فیل ہو جاتے ہیں۔ اور جو فیل ہو جاتے ہیں' ان سے ذمہ داری چھین لی جاتی ہے۔ ایسا بھی کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ میرے ان بھائیوں میں سے اللہ جل شانہٗ اپنی مخصوص خدمتوں کے لئے انتخاب فرمائیں گے۔

ایسے بھی ہیں جنہیں تعلیم دینی پڑے گی۔ اس تعلیم کو رائیگاں

Marfat.com

نہ سمجھنا۔ کچھ بیان کرنے کے لئے خود بھی مواد اکٹھا کرنا پڑتا ہے۔ پھر اللہ جل شانہٗ یہ کرم فرماتے ہیں کہ اس میں باریکیاں پیدا فرما دیتے ہیں۔ اس تعلیم کو دل پر لکھنا پڑے گا، صرف کاغذ پر نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ذمہ داری سونپ دی جائے اور تم تیار نہ ہو۔ پھر کوئی عذر نہ سُنا جائے گا۔

۲۔ چالیس کیفیتوں میں سے ایک کیفیت یہ بھی ہوتی ہے کہ قلب گم ہو جاتا ہے، اپنی مستی میں مدہوش ہو جاتا ہے۔ رُوح کھوئی کھوئی سی ہوتی ہے۔ طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ جسم کا مکین قلب ہے اور جب قلب کام میں مصروف ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو گُم ہو گیا، کھو گیا۔ جسم کے اندر جب شعاع داخل کر دی جاتی ہے تو کبھی یکلخت شعلہ نکلتا ہے، کبھی سرد ہوتا ہے۔ پھر خدمت سپرد ہوتی ہے۔ مرشد سفارش کرتا ہے۔ فیصلہ اس وقت کرتا ہے جب سب سے دستخط کرا لیتا ہے۔ برسوں صاحب اجازت رہنے کے بعد پھر خدمت شروع ہوتی ہے۔

ایک پروبیشن پیریڈ ہوتا ہے جب خدمت سپرد ہوتی ہے۔

لیکن ہر روز محاسبہ بھی ہوتا ہے اور ہر معاملے میں اجازت طلب کرنی پڑتی ہے۔

حضرت قبلۂ عالم چار برس تک صاحبِ اجازت رہے۔ جب

Marfat.com

پرو بیشن پیریڈ میں اچھا کام دکھاتا ہے تو کنفرم کیا جاتا ہے۔ ورنہ تنزلی (DEMOTION) عمل میں آجاتی ہے۔ اہلِ طاقت کے ہاں خلفاء برسوں صاحبِ اجازت رہتے ہیں۔ جب کنفرم (CONFIRM) ہوتے ہیں تب سلسلہ کے بزرگوں کی طاقت ان کی پشت پر ہوتی ہے۔

۳۔ خلافت اللہ تبارک وتعالیٰ تک بندوں کی رسائی کرانے کے لئے ہوتی ہے۔ ایک خلافت قربی ہوتی ہے۔ ایک خلافت ثانوی ہوتی ہے اور ایک محبوبیت۔ خلافت قربی اللہ جل شانہٗ کے فیصلے پر ہوتی ہے۔ یہ خلافتِ اولیٰ اور خلافتِ عظمیٰ بھی کہلاتی ہے۔ یہ بہت کم ہوتا ہے کہ محبوبیت بھی ہو اور خلافتِ اولیٰ بھی ہو۔

مثال کے طور پر حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کو لیں۔ محبوبیت حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوئی۔ اور خلافتِ اولیٰ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی

۴۔ ہر فقیر کی ایک آن ہوتی ہے۔ حضرت غازی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلفٹن والے جب شہید ہوئے تو ٹیڑھے لیٹے تھے چنانچہ مزار مبارک بھی ٹیڑھا ہے۔ یہ آنِ محبوبیت کی علامت ہے اجازت کے زمانے میں سارا کام مشکل ہوتا ہے۔ دوہری مصیبت ہے اپنی نوکری کی فکر۔ نیچے والوں کو کنٹرول کرنا اور اوپر والوں کے سامنے اپنی اور رفقاء کی جواب دہی۔ خلافتِ اولیٰ بااختیار ہے جس طرح چاہے

Marfat.com

اصولِ طریقت کے اندر رہ کر فیصلہ کرے۔ فقیر سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا جاتا ہے۔

شیطان کے گمراہ کردہ پیر بہت زیادہ ہیں۔ رحمٰن کے فیض یافتہ پیر بہت کم ملتے ہیں۔ جہاں اَمرِ حق ہوتا ہے وہاں مخالف بہت زیادہ پیدا ہو جاتے ہیں، یہ بھی راہِ حق کی ایک علامت ہے۔ ہر مقام پر چھیڑ خانی ہوتی ہے۔ کبھی شیطان ماں باپ کے رُوپ میں سمجھاتا ہے کہ کہاں جاتے ہو۔ کبھی اولاد بن کر سمجھاتا ہے۔ کبھی دیگر عزیزوں کے روپ میں آکر ترغیب و ترہیب کے حربے استعمال کرتا ہے۔ پھر جب سالک ان جالوں سے نکل جاتا ہے تو معبود کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ رحمٰن کی زبان الگ ہے شیطان کی الگ۔ شیطان کی رسائی قلب تک نہیں ہوتی۔ رحمٰن کی رسائی قلب تک ہے جو براہِ راست قلب پر اترتی ہے۔

یہ بڑا پُرخطر دور ہے۔ اس میں شیطان بڑے بڑے وار کرے گا۔ اگر کسی کے مال کا نقصان ہو گیا یا ہاتھ پیر ٹوٹ گیا تو کہے گا پیر کا کیا فائدہ ہوا۔ اسی لئے اپنے گمانوں کو نیکی کی طرف قوی رکھنا چاہیئے۔ یہ دور قُرقی کا بھی ہے۔ زکوٰۃ کی ایک ایک کوڑی نکال دینا نہیں تو قُرقی ہو جائے گی۔

۵۔ مرشد کی نسبت اس وقت حاصل ہوتی ہے، جب

Marfat.com

مرشد کی ہر شے کو خود پر فوقیت دے گا۔ یہ کیوں کرایا جاتا ہے جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹل فیصلہ ہے جب تک اپنی جان مال اولاد اور والدین سے بڑھ کر مجھ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت نہ ہو گی ایمان کی تکمیل نہ ہوگی۔ فنافی الشیخ کے پردے میں اسی اصول کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ وگرنہ فقیر کو اس کی ضرورت نہیں۔

۶۔ منزل میں دیر کیوں لگتی ہے۔ منزل کا دارومدار فنا فی الشیخ ہونے پر ہے جو جتنی دیر میں یہ منزل طے کر لے گا اتنی ہی دیر میں اپنی مراد کو پہنچے گا۔ ایک آتے ہی کہتا ہے سب کچھ شیخ کا۔ اس کی منزل اسی دن طے ہو جاتی ہے۔ ایک بیس برس اپنی فکر میں مبتلا رہتا ہے ۲۰ برس بعد اپنی فکر چھوڑ کر مرشد کی فکر کرتا ہے اس کی منزل اتنی دیر میں طے ہوتی ہے۔

فنا کا پہلا زینہ ایثار ہے۔ دوست کے ذریعے دوست کی رسائی ہوتی ہے۔ راہِ فقر میں پہلی رسائی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دربار میں ہے۔ جن کی سُنّتِ حسنہ یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ تبوک (۹ ہجری) کی تیاری کے لئے صحابہ کرام سے مالی وسائل کا مطالبہ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھر کا جملہ اثاثہ لا کر خدمتِ اقدس میں پیش کر دیا۔ (اور خود بوریئے کا جامہ زیب تن کر لیا۔)

Marfat.com

مبارک ہیں وہ لوگ جو دن رات مصائب برداشت کرتے ہیں۔ اور صبر وسکون کے ساتھ تکالیف اور دُکھ درد کا سامنا کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا ذکر عطا فرماتے ہیں، تو یہ ان کی خوشی کی دلیل ہے۔ اگر وہ راضی نہ ہوتے تو بندے کو اپنا نام لینے کی توفیق نہ دیتے۔ بندے کو بھی چاہیئے کہ جب معبود اس سے راضی ہوجائیں تو وہ بھی ہر معاملے میں اپنے معبود سے راضی رہے۔

عالمِ ناسوت میں ذکر کی پہلی منزل ذکرِ زبان لاالہ الا اللہ ہے۔ جب زبان اس ذکر کی عادی ہوجاتی ہے اور اپنے معبود کو پکارنے لگتی ہے تو پھر قلب بھی پُکارنے لگ جاتا ہے۔ جب قلب ذاکر ہوجاتا ہے اور ہمہ وقت اپنے رب کو یاد کرنے لگتا ہے اور اس کی یاد میں مشغول ہوجاتا ہے، تو پھر اس کی رسائی عالم ملکوت یعنی فرشتوں کے عالم میں ہوجاتی ہے۔ اسے کہتے ہیں عالم ملکوت۔ اگلی منزل عالمِ جبروت ہے۔ اس کے بعد عالم لاہوت ہے جہاں ماسوائے

Marfat.com

ذاتِ باری کے کچھ نہیں۔

(طریقت میں عوالم کی ترتیب یوں آئی ہے۔ عالم ناسوت، عالم ملکوت، عالم جبروت، عالم لاہوت۔)

۲۔ چار عالموں کی چار کیفیات ہیں۔ پہلی حالت زوال ہے۔ اس میں ننگ و ناموس کی فکر رہتی ہے، مخلوق کی طرف رجوع رہتا ہے۔ دوسری حالت ذکر کا کمال ہے۔ اس میں ملائکہ کا ساتھی ہوتا ہے۔ تیسری حالت اس کی وصال ہے۔ اس میں یہ اولیائے عظام کی محفلوں میں رُوحانی طور پر شریک ہوتا ہے اور انبیاء کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ چوتھی حالت احوال ہے، اس میں زمین کے مخفی خزانے دیکھتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اسے مکاشفۂ غیبی عطا فرماتے ہیں جس سے وہ جہان کی سیر کرتا ہے اور ہر مخفی مکان تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے۔ دیدِ لامکاں کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس دیدِ لامکاں میں چار حالتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ پہلی حالت فکر:۔

۲۔ دوسری حالت محویت۔ اس عالم میں انسان مستی کے عالم میں بھی ہوشیار ہے۔ یہ مقام بھی عجیب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک نگاہ لاکھوں کو مجنوں بنانے کے لئے کافی ہے۔ لیکن نگاہ کام کی وہ ہے کہ دیوانگی میں بھی فرزانہ رکھے۔ یہ مقام سلوک ہے یعنی سالک

Marfat.com

کا مقام ہے۔ اس محویت سے وہ دیدِ لامکاں میں پہنچ جاتا ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ پھر اسی میں غرق ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسری حالت استغراق ہے۔ یہ اختیاری نہیں۔ جب معبود چاہتے ہیں ہوش عطا فرما دیتے ہیں، جب چاہتے ہیں واپس بلا لیتے ہیں اور بندے کو پھر استغراق میں جانا پڑتا ہے۔ دنیاوی حسن بھی کچھ دن اٹھکیلیاں کرتا ہے کچھ دیکھتا بھالتا ہے جب جا کے چلمن اٹھاتا ہے وہ بھی دیکھتا ہے کہ یہ پردہ کھولنے والا تو نہیں، بازار میں رسوا کرنے والا تو نہیں جب جا کے نقاب اٹھاتا ہے۔ حسن باطن کے لئے بینائی حاصل کرنی پڑتی ہے پھر قلب تیار کرنا پڑتا ہے۔ یہ لہریں لیتا ہے۔ پھر اس کی زبان اور داستان نئی ہوتی ہے اس لئے طالب کا کام ہے صبر اور فقیر کا کام ہے محنت۔ نتیجہ اللہ جل شانہٗ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

(۴) چوتھی حالت۔ بعضوں کے لئے فقیر ہاتھ بھی نہیں اٹھاتا کہ حکم ہو جاتا ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ اور اس کی توبہ قبول کر لی دنیا کے حاکم جب کسی سے مروت کرنا چاہتے ہیں تو اپنے قانون کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ معبود کے ہاتھ کو کون روک سکتا ہے۔ نیت میں صادق رہے۔ کرم کا طالب رہے۔ اپنی کوئی بات پیش نہ کرے۔

Marfat.com

کوئی معاوضہ طلب نہ کرے۔ بس مولائے کریم کا فضل و کرم طلب کرے۔

۳۔ جن والدین کو اپنی محبت پر قدرت نہیں وہ اولاد کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح فقیر کو بھی اپنی محبت اور خوشی پر ضبط نہ ہو تو بے کار ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ اب تک تو فقیر کو محنت کرنی پڑی اب ایسے تمہارے بھائی آئیں گے کہ بتیاں بھی ہوں گی، تیل بھی ہوگا، صرف ماچس رگڑنے کی دیر ہوگی معبود کی عطا ادب سے ملا کرتی ہے۔ ادب کے مقام پر ادب ہی کی ضرورت ہے۔ لوٹنا بھی ایک فن ہے، لٹنے کا زمانہ گزر گیا۔ جس مقام پر طمع نہ ہو سمجھ لو کامیابی یقینی ہے۔

۴۔ اگر کسی بزرگ نے جس طرح جس محنت سے روحانیت حاصل کی ہے اس سے کم محنت کرا کر کسی کو روحانیت دے دے تو یہ سخا ہے۔ اگر اتنی ہی محنت کرا کے دے تو یہ عطا ہے اور اگر اپنے سے زیادہ محنت کرائے تو یہ مجاہدہ ہے۔

۵۔ شاطر خود ہی ہارتا ہے خود ہی جیتتا ہے، خود ہی بساطِ شطرنج بچھاتا ہے، خود ہی مہرے بڑھاتا ہے خود ہی پیچھے ہٹاتا ہے۔ منزل فنافی الشیخ سے شروع ہوتی ہے۔ طالب کی تکمیل سعی اور ارادے پر ہے۔ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کچھ سرکارِ

Marfat.com

دو عالم کی خدمت میں پیش کر کے رتبہ اوّلین حاصل کیا۔

اسی طرح طالبِ حق بیعت کے ساتھ ہی سب کچھ حوالۂ شیخ کر کے دنیا سے دستبردار ہو کر اور اپنی ہر شے شیخ کے تصرف میں دے کر فنافی الشیخ کے مقام کو لبیک کہتا ہوا بابِ رحمتِ الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ تندرست قلب عطا فرماتا ہے۔ تندرست قلب والے خال خال ہوتے ہیں۔ جب جسم مریض ہوتا ہے تو غذا کی خواہش ساقط ہو جاتی ہے۔ غذا اُسے بُری لگتی ہے، اور جب جسم تندرست ہوتا ہے تو اسے غذا کی خواہش ہوتی ہے اور وہ غذا کا ہر وقت طالب رہتا ہے۔ جس جسم کو غذا نہ ملے وہ کمزور ہو کر بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور جو قلب بیمار ہو وہ بھی اپنی غذا کے معاملے میں ساقط ہوتا ہے۔ قلب کی غذا اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر ہے جو قلب تندرست ہوتے ہیں وہ بغیر ذکرِ الٰہی کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے وہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

ارشادِ خداوندی بھی یوں ہے:۔

(الف) فاذکرونی اذکرکم والشکرولی ولا تکفرون۔

(ب):۔ واذکر ربك کثیرًا وسبح بالعشی والابکار۔

(ج):۔ فاذا قضیتم الصلوٰۃ۔ فاذکروا اللہ قیامًا و

Marfat.com

قعودًا وعلیٰ جنوبکم۔

(د) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ہ

(ر) ولذکر اللہ اکبر ہ

(و) یاایھا الذین اٰمنوا ذکرًا اللہ ذکرًا کثیرًا۔ و سبحوہ بکرۃ واصیلاً۔

۲۔ جیسے نماز میں پہلے وضو کی ضرورت ہوتی ہے ویسے ہی ذکر سے پہلے سالک کا دل بھی غسلِ باطن کرتا ہے۔ اس کی علامت رقت ہوتی ہے، آنکھ سے آنسو بہتے ہیں۔ بات بات پر تڑپتا اور روتا ہے۔ غسلِ باطن سے انسان ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور معبود کا نام لینے کے قابل ہو جاتا ہے۔

پھر اس کی چار حالتیں ہوتی ہیں:۔ زوال۔ کمال۔ وصال اور احوال۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ایک آنکھ عطا فرماتے ہیں۔ اور ایک نُور بھی عطا فرماتے ہیں۔ جن سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اوّل اس کی عقل عقلِ سلیم ہو جاتی ہے۔ یعنی ہر معاملے میں صحیح نتیجے پر پہنچ جاتی ہے، الجھتی نہیں۔ دوم یہ مشاہدے کا مالک ہو جاتا ہے۔

۳۔ پہلا کشف کشفِ قلوب ہے۔ یہ مقام معرفت میں

Marfat.com

ہوتا ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہو جاتا ہے۔ اہلِ دنیا کی دہلیز پر بجز حکم خداوندی نہیں جاتا۔ اور کسی مکان میں قدم رکھنے سے پہلے مکان اور مکین کو پاک کر دیتا ہے۔ یہ غنی ہوتا ہے۔ اہلِ دنیا کا سائل نہیں ہوتا۔ یہ زندہ ہوتا ہے اور دوسروں کو زندگی عطا کرتا ہے۔ دوسرا کشف کشفِ نفسانی ہے۔ اس میں اپنے نفس کے محاسبے کی قوت عطا ہوتی ہے۔

تیسرا کشف کشفِ شیطانی ہے۔ اس میں شیطان آوازیں دیتا ہے۔ جن لوگوں کے ساتھ اللہ جل شانہ' کا کرم ہوتا ہے' وہ اس بد بخت کی شرارتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ چوتھا کشف کشفِ دنیا ہے۔ دنیا مردود ہے لہٰذا اس کا کشف بھی مردود ہے۔

۴۔ یہ اس قلب کی چیزیں (احوال) ہیں جنہیں پوری غذا ملتی ہے۔ پہلی غذا ذکرِ باری تعالیٰ ہے۔ دوسری غذا اولیاء اللہ کی صحبت ہے۔ پوری غذا نہ ملے تو قلب کام کا نہیں بن سکتا۔ صحبت مردانِ حق قلب کے افکار بڑھاتی ہے۔ اور قلب کی روشنی تیز کرتی ہے۔ جو صحبت سے محروم ہے خسارے میں ہے۔ وقت آ پہنچا ہے کہ سب راز کھل جائے گا۔ کام کرنا پڑے گا۔ اہلِ ذکر کو کبھی مایوسی کے عالم میں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے جس سے باری تعالیٰ کا گلہ ہو۔ برملا ہو یا خفیہ۔

Marfat.com

اللہ جل شانہ کے معاملے میں راضی بہ رضا رہنا اور خاموش رہنا چاہیئے۔ اسی میں عافیت ہے۔ انسان نہیں جانتا کہ کس وقت کون سی بات پکڑلی جائے۔ کون سی بات پر گرفت ہو جائے۔ وہ معبود ہے ہم بندے ہیں۔ بندے کو کبھی بندگی کے مقام سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو ایسا کرتے ہیں' انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر تکلیف انسان کی اپنی کمائی ہوئی ہوتی ہے۔ (از ماست کہ بر ماست۔) اطاعت اور عجز وانکساری سے معاملہ سلجھانا چاہیئے۔ روٹھنا نہیں چاہیئے۔ اہلِ ذکر خاص طور پر محتاط رہیں۔ ان پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اسی نسبت سے بہت بڑی پکڑ ہے۔ اسباب کی کمی یاس طاری کرتی ہے لیکن حالتِ یاس میں بھی پُرامید نگاہوں سے اپنے مالک کو دیکھنا اور پُکارنا یہی بندے کا کام ہے وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ ہم جو چاہیں نہیں کر سکتے۔

اصولوں کے مطابق ہمت اور صبر کے ساتھ گامزن رہو۔ کبھی بڑی لذت ملتی ہے، کبھی بڑے جُوتے پڑتے ہیں۔ کبھی خوشی ملتی ہے' کبھی رنج۔ گناہ کی نسبت اگر انسان معبود کو اپنے نزدیک پائے تو مقام شُکر ہے۔ بندے سے گلہ ہو سکتا ہے، معبود سے نہیں، رزق کے معاملے میں انہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ ان سے صبر کے ساتھ طلب کرنا بندے کا کام ہے۔ دینا ان کا کام ہے۔ بندے کو بندگی کرنی

Marfat.com

چاہیئے۔ ان کا کام ان پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

۵۔ یہ صحبتیں بس چند ہی ایام کی ہیں۔ کوئی لمبا چوڑا معاملہ نہیں۔ بیمار آدمی دو دن دوائی نہ پیئے تو نئے سرے سے علاج کرانا پڑتا ہے۔ ایک توجہ ناسوتی ہے۔ یہ گفتگو ہی گفتگو میں قلب صاف کر دیتے ہیں۔ وہ گفتگو دل میں اُترتی ہے اور دل کو ہلا دیتی ہے۔ ہر شئے کا نعم البدل ہے لیکن فقیر کی صحبت کا کوئی نعم البدل نہیں۔ وقت آنے پر پتہ چلے گا۔ اس سے آسان تر مجاہدہ نہیں۔ نہ لینے کا نہ دینے کا۔ ساری عمر آرام کے لئے چند سال سختی اچھی ہے۔

۶۔ فقیر وہ ہے جو دوسروں کی فکر میں رہتا ہے۔ اپنی فکر سے مستغنی ہوتا ہے۔ محبت وفا اور جفا دونوں حالتوں میں راضی بر رضا رہتی ہے۔ طریقت میں جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنی زبان کے سبب ہوتی ہے کوئی غلط لفظ کہا گیا اور معبود نے اسے ہی مسلط کر دیا۔ ہر وقت زبان کی حفاظت کرو۔ معبود ہر آن نئی شان میں ہیں۔ (کل یوم ھو فی شان) عالم یاس میں بھی امید کی کوئی کرن ضرور دیکھو۔ اسی میں عافیت ہے۔

۷۔ فقیر ایسی زمین ہے جس پر نیک و بد سبھی چلتے ہیں اگر نیک چلتا ہے تو زمین دعا دیتی ہے، جہنمی چلتا ہے تو زمین پناہ مانگتی ہے۔ لٹنے والے سے کوئی بات نہیں کرتا۔ مبادا گالی نہ دے

Marfat.com

دے۔ فقیر بھی ان لوگوں سے جو دنیا کے نشے میں مدہوش ہیں، ان کی عقل اور ہمت کے مطابق گفتگو کرتا ہے، ان سے خالص دین کی بات نہیں کرتا۔ مبادا کوئی الٹی سیدھی بات کہہ دیں اور معبود کی گرفت میں آجائیں۔ اسی لئے اہلِ دنیا کے سامنے فقیر اکثر دنیا کی بات کرتا ہے۔

Marfat.com

اہلِ طریقت کا اول مقام ایثار ہے۔ دوسرا مقام محبت ہے۔ تیسرا مقام مشاہدہ ہے۔ چوتھا مقام فنا ہے اور پانچواں مقام بقا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی راہ میں ایثار کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ جو ایثار کے مالک ہیں، درحقیقت وہی اہلِ محبت ہیں اور اپنی محبت میں صادق ہیں اور اللہ کریم کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہیں۔

اہلِ محبت رازدان ہوتے ہیں، عالم مشاہدہ میں ہوتے ہیں۔ محبت ایک لطیف شے اور روشنی ہے جس سے ہر شے نظر آتی ہے۔ جو مشاہدہ کا مالک ہے وہ حق الیقین کا مالک ہے اور وہی مقام فنا میں قدم رکھ سکتا ہے۔ پس جس نے فنا کی لذت چکھی وہی بقا کا مالک ہوا۔ اور حیات ابدی کا مالک ہوا اور اسی کی منزل تک رسائی ہوئی۔

۲۔ ایثار تین وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے۔ محبت، خوف اور طمع، جب کسی کی محبت حاصل ہوتی ہے تو اس کی راہ میں خرچ

Marfat.com

کرنے کو سعادت مندی سمجھتا ہے' یا کسی خوف سے نجات پانے کے لئے ایثار کرتا ہے یا کسی لالچ یا طمع کے سبب ایثار کرتا ہے۔ یہ بدترین ایثار ہے۔ خوف کا ایثار اولیٰ اور محبت کا ایثار اعلیٰ وارفع ہے۔

ترکیب یہ ہے کہ ایثار والوں میں بیٹھ کر ان کی باتیں سُن سُن کر اپنے نفس کو ایثار کے لئے تیار کرو۔ اسے بھی شکر کرنا چاہیئے جسے ادنیٰ چیز ملی' کیونکہ اس سے اعلیٰ چیز ملنے کی امید ہے۔ جسے ادنیٰ و اعلیٰ کچھ بھی نہ ملے اس کے لئے مقامِ فکر ہے۔

شیطان کے پاس بڑے ہتھیار ہیں۔ وہ ہمیشہ ایثار میں فقرو فاقہ کے منظر دکھاتا ہے۔ نئے نئے خرچ یاد دلاتا ہے۔ جو نفس کے موافق مشورہ دے' وہ شیطان کا مشورہ ہے۔ جو نفس کے خلاف مشورہ دے' وہ رحمانی القاء ہے۔ مائل بہ نیکی قلب رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ مائل بہ شر نفس شیطان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ بغیر ایثار کے محبت نہیں اور بغیر محبت کے مشاہدہ نہیں۔ اور بغیر مشاہدہ کے فنا نہیں۔ اور فنا نہیں تو بقا نہیں۔ بقا نہیں تو منزل ادھوری ہے۔ سبق یاد نہیں ہوا۔

۲۔ سب صحابہ کرام لائق ادب ہیں۔ ان کے مقامات کے بارے میں الجھنا نہیں چاہیئے۔ اس میں کئی دلالتیں ختم ہوئیں۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جنگِ جمل میں حق پر

Marfat.com

کون تھا؟ فرمایا میں نے اس معاملے پر کبھی غور نہیں کیا۔ کیونکہ یہ مجھ سے نہ پوچھا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔ تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔

(سورۃ البقرہ)

مشاہدات کو اپنے سینے میں دفن رکھو، بیان نہ کرو۔ حضرت خواجہ گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ اپنے کسی حال میں کہہ بیٹھے کہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا قدم اولیائے کرام کی گردن پر ہے۔ سوچا اس زمانے میں اس مقام کا حامل میں ہوں۔ بس اتنا کہنا تھا کہ سینہ صاف ہو گیا۔ پھر سفارشیں شروع ہوئیں۔

۴۔ بزرگانِ دین کا کبھی تقابل نہ کرنا۔ یہ تمہارا منصب نہیں۔ کبھی غلط الفاظ استعمال نہ کرنا، غلط خیال نہ کرنا۔ ہر عمل قابلِ معافی نہیں ہوتا۔ دنیا بڑا چکنا پلیٹ فارم ہے' اور اہلِ طریقت کے جوتے ربڑ کے ہوتے ہیں، ذرا سنبھل کر فرش پر قدم رکھنا۔ آسمان پر نظریں لگا کر قدم نہ رکھنا۔ لب کشائی صرف وہ کر سکتے ہیں جنہیں معبود یہ منصب عطا فرمائے۔ محاضرہ حاصل ہو تو قلب میں باریکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کیا بلوایا جاتا ہے۔ عشق کے ساتھ نکاح مشکل ہے' رسوائی کا خطرہ ہے۔ ہاں عام نکاح آسان ہے۔ اس لئے کہ محبت میں شامل ہو کر حال وارد کرنا پڑتا ہے اور قال کو طلاق

Marfat.com

دبنی پڑتی ہے۔

اہلِ طریقت کو نشۂ توحید ایسا چڑھا ہوتا ہے کہ بے خوف ہو کر سارے مصائب جھیل جاتے ہیں۔ اہلِ طریقت اس سے ارفع ہیں کہ یہ صادق نیت رکھتے ہیں۔ ڈانواڈول نیت والے کچھ حاصل نہیں کرتے۔ جو برتن ساکن نہ ہو اس میں کچھ نہیں رکھا جاتا۔

۵۔ یہ حلقہ کیا ہے۔ بھکاریوں کا گروہ ہے۔ گروہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ کسی نہ کسی کو کچھ مل ہی جاتا ہے۔ سب سے اوّل جو آواز نکالتا ہے وہ شہر کے گلی کوچوں سے واقف ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی کشکول میں خیرات مل جاتی ہے۔ بھکاریوں میں اتفاق ہو تو بھیک لے کر بعد میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اگر بے ایمانی کرنے لگے تو کام نہ چلے گا۔ جاہل گستاخ سے پیار کرو اور عالم گستاخ سے سختی سے کام لو کیونکہ وہ منافق ہے۔ اور ازراہِ طنز و نفس پروری استدلال کرتا ہے۔

ماہی گیر خود ہی جال بناتا ہے، خود ہی پانی میں ڈالتا ہے اور مچھلی پکڑتا ہے۔ اگر مچھلی جال سے نکل جاتی ہے تو جال پر الزام لگاتا ہے کہ جال کمزور تھا۔ قلبِ فقیر ایک گراؤنڈ ہے جس پر سب نیک و بد کھیل کود کر چلے جاتے ہیں۔ پھر گراؤنڈ والا اسے خود ہی صاف کرتا ہے۔

Marfat.com

جو انسان اپنے تئیں مریض سمجھتا ہے اور طبیب کا متلاشی ہوتا ہے، اسے کہیں نہ کہیں طبیب مل جاتا ہے اور جو شخص اپنے تئیں تندرست سمجھتا ہے، تو حکما بھی توجہ نہیں دیتے۔ جو شخص اپنے آپ کو سقراط سمجھے اسے کون پڑھائے گا۔ کہیں سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ جب انسان اپنی کسی بات پر فخر و ناز کرنے لگتا ہے تو وہ مقامِ بندگی و عبدیت سے ہٹ جاتا ہے۔ کرم بندے پر ہوتا ہے متکبر اور مغرور کو ذلت نصیب ہوتی ہے۔

جب عقائد درست ہوتے ہیں تو سب جگہ اس کی رسائی ہوتی ہے۔ یقین سے سیدھے سادے اور مہمل وظیفے بھی کام دیتے ہیں۔ ایک خوش عقیدہ شخص کسی بزرگ کے پاس گیا وہ وظیفے میں مشغول تھے۔ فرمایا "تجھے یہی وقت تھا"۔ خوش عقیدہ شخص خوشی خوشی واپس چلا آیا۔ اور "کیا تجھے یہی وقت تھا" کا ورد شروع کر دیا اور مُراد پالی۔

۲۔ جو شخص جس بینک میں مال جمع کراتا ہے، وہاں سے لے سکتا ہے۔ خواہ امپیریل بینک ہو یا سنٹرل بینک۔ بینک دنیا ہو یا بینک عقبیٰ۔ محبت خواہ دین کی ہو یا دنیا کی مگر ہے کوچہ سخت۔ مگر

Marfat.com

اس کوچے کے مصائب ایک گونہ آسان ہیں۔ کیونکہ محبت میں جو نشہ ہے وہ کلوروفام سے کم نہیں۔ اس نشے میں انسان سب کچھ جھیل جاتا ہے۔ عشق کی شادی میں طلاق یا خلع نہیں ہے۔ نکاح کی شادی میں سب کچھ ہے۔

بندہ اللہ جل شانہٗ کے عشق میں مبتلا ہو جائے تو بندہ مشکل میں ہے۔ بندے کا اللہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ لیکن اگر معبود خود بلانا چاہیں تو آسان ہے۔ انسان صبر و سکون سے کام لے تو قسمت اس کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے۔ کوئی شخص اپنی عقل کے زور پر روزی نہیں کماتا۔ گھومتے پہیہ اور چلتی گاڑی میں کون سوار ہو سکتا ہے۔ محبت میں بھی پہلی منزل مشکل ہوتی ہے۔ جن سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کام لینا ہوتا ہے' ان کی اوائل عمر بڑی تلخ گزرتی ہے۔ فوجی پریڈ اور ٹریننگ سرد گرم سے دوچار کرتی ہے' جفاکش اور مستعد بناتی ہے۔

۲۔ شریعت ظاہر کا حال درست کرنے کا نام ہے اور طریقت باطن کا حال سنوارنے کا نام ہے۔ انقلاب میں تکلیف کے بعد راحت ملتی ہے۔ ابتدا تکلیف اور انتہا راحت و سکون۔ جب انسان ظاہر سے باطن میں منتقل ہوتا ہے تو یہ بھی ایک انقلاب ہے۔ جب انقلاب کا خاتمہ قریب ہوتا ہے تو ایک امید و بیم اور یاس و حسرت کے عالم میں ہوتا ہے۔ اس کے دو سبب ہیں ایک تو تھکن سے چور ہوتا ہے۔

Marfat.com

دوسرے اپنی محنت کے حصول کا جوا کھیل رہا ہوتا ہے۔ امید وبیم کے میدان میں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ہر وقت توجہ کا مرکز شیخ کو بنائے۔ تصور زیادہ سے زیادہ رکھے۔ صحبت کا زیادہ سے زیادہ پابند رہے۔ اللہ جل شانہٗ ان پر کرم فرماتے ہیں جو مقام بندگی سے پیچھے نہیں ہٹتے اور مایوس ہو کر شیطان کے مشوروں پر عمل نہیں کرتے بلکہ عالم یاس میں بھی اپنے پروردگار سے نیک گمان رکھتے ہیں۔

۴۔ یاد رہے کہ ایک گھاٹی سخت آنے والی ہے۔ کسی پر شروع ہے اور کسی پر وارد ہونے والی ہے۔ ہر سند سے پہلے ایک امتحان میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس دور میں گھبراہٹ فطری عمل ہے۔ جو لوگ امتحان سے صبر و سکون سے گزر جاتے ہیں انہیں کامیابی کی سند مل جاتی ہے۔

عالم حسرت و یاس سے شیطان فائدہ اٹھایا کرتا ہے اور بڑے بڑے سبز باغ دکھاتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ مشیت کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ اس میدان میں ان لوگوں کے پاس بیٹھنا چاہیئے جو صبر و سکون کے خزانوں کے مالک ہوں۔ جنہیں معبود نے حکمت اور معالجہ سے واقف کیا ہے۔ تیمار داری سے بیماری کی تکلیف کچھ کم ہو جاتی ہے گو فیصلہ مقدم رہتا ہے۔ جب تک امتحان کا نتیجہ نہیں نکلتا، حالتِ اضطراب بدستور رہتی ہے، بلکہ عین وقت پر

Marfat.com

تو حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔ ہاں جب نتیجہ نکل آتا ہے تو خواہ پاس ہو یا فیل سکون آ جاتا ہے۔ ماں باپ خواہ کتنا ہی پیار کرتے ہوں اولاد کو امتحان سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ جسے ہر حال میں خندہ پیشانی کا حکم ہو اس کی بڑی مشکل ہے۔

۵۔ محادثہ رات کے راز و نیاز کا نام ہے، اس کا فاش کرنا منع ہے۔ مسامرہ دن کے حالات کا نام ہے جو کھولے جا سکتے ہیں۔

۶۔ اپنی نظر خود کو نہیں دیکھتی۔ ہاں سارے جہاں کو دیکھتی ہے۔ اپنا جواب لینا ہو تو حضور قبلۂ عالم کا حکم ہے کہ اپنے متعلق مت اصرار کرو۔ لیکن اگر کسی بھائی کے متعلق پوچھنا ہو تو فوراً جواب ملتا ہے۔ القاء اور الہام کی کیفیت غنودگی سے شروع ہوتی ہے۔

۷۔ اللہ جل شانہٗ کو سرکارِ دو عالم فخرِ بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ ان کے سپرد آسان کام نہ تھا۔ (پیغامِ حق پہنچانا) مخلوق کا سلوک بھی پیشِ نظر تھا لیکن فرائض ترک نہیں کرائے گئے۔

ایک دور تھا کہ مسلمان فقر و فاقہ اور مصائب کو لبیک کہتا تھا کہ ایمان مکمل ہو رہا ہے لیکن اس دور کی تربیت اور بشریت کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو کیا کہیں کہ ذرا سی مشکل پڑنے پر اللہ کریم سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ جیب میں ایک ہی وقت خوشبو اور بدبو جمع نہیں کرتے۔ عطر

Marfat.com

رکھنا ہے تو نجاست کو دُور کرو۔

۸۔ تنگی اور حالتِ یاس میں جو بغاوت کرتے ہیں تو انجام بُرا ہوتا ہے۔ جو صبر و سکون سے کام لیتے ہیں تو ان اللہ مع الصّابرین کے مصداق اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ انسان جب تک دوسرے انسان کا احسان نہیں اٹھاتا، اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا تو بندگی کا لطف نہیں پاتا۔ بس دعا یہ کرو کہ محسن اچھا ملے۔

یہ جو تارک الدنیا اور غنی عن العالم ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کہ کسی سے کچھ لینا نہیں، تو اس سے کام نہیں چلتا۔ اصل مقصد مقامِ بندگی پانا ہے۔ ایثار کی منزل یا خود طے کرے یا جرمانے دے کر طے کرے لیکن غیر ذمہ دارانہ حرکتیں بڑی سے بڑی عزت کو خاک میں ملا دیتی ہیں اِس لئے احساسِ ذمہ داری ہر حال میں قائم رکھو۔

Marfat.com

ہر مخالفت کے لئے ضد کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں ایمان ہوتا ہے وہاں کفر اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی کو ایمان کی روشنی عطا فرماتے ہیں تو پہلے اسے غیرت بھی عطا فرماتے ہیں۔ ابتدا غیرت ہے اور انتہا شرافت ہے۔ ایمان عطا ہونے سے پہلے انسان کو توفیق عطا ہوتی ہے کہ خود کو پہچانتا ہے۔ شعوری یا لاشعوری طور پر وہ اپنا احساس کرتا ہے۔ جب تک کسی کو اپنا احساس نہیں ہوتا اصلاح مشکل ہے۔

غیرت کیا ہے؟ اپنا مقام اور ہستی پہچاننا۔ جب انسان اپنے آپ کو جان لیتا ہے تو اصلاح کی منزل شروع ہوتی ہے۔ (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ)۔ اور جب تک ہر پہلو کی اصلاح نہیں ہوتی راستہ طے کرنا دشوار ہوتا ہے۔

جب تک جسم کا کوئی حصہ بھی مریض ہے سکون نہیں ہے۔ جب انسان کا ہر عضو تندرست ہوتا ہے تو سفر میں قرار آتا ہے جب خودی کا احساس ہوتا ہے تو مخالفت شروع ہو جاتی ہے۔ شیطان

Marfat.com

دیکھ لیتا ہے کہ بیج پڑ گیا ہے، اب پھل ضرور نکلے گا۔ وہ اسے جڑ سے اکھاڑنا چاہتا ہے۔ وہ ہر قدم پر مختلف روپ بدل کر دھوکا دیتا ہے کہیں والدین بن کر، کہیں بہن بھائی بن کر، کہیں اولاد بن کر گلہ اور شکایت کرتا ہے۔ محبتِ دنیا کی میٹھی گولی بن کر حلق سے اترنا چاہتا ہے۔ لیکن جب اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم شامل ہوتا ہے تو وہ ہر حال کو صبر وسکون سے برداشت کرتا ہے، وہ اپنے بچاؤ کی تدبیریں کرتا ہے۔ تدبیر انسان پر فرض ہے جب اپنی عقل جواب دے جائے تو دوسروں سے مشورہ کرنے کا حق ہے۔ لیکن مسلمان کو کافر سے مشورہ نہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ کافر اللہ کا دشمن ہے اور دشمن کا مشورہ بے ثمر ہے۔

جب انسان تدابیر اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو معبود بھی اس پر کرم فرماتے ہیں۔ جب اس منزل پر کامیاب ہو جاتا ہے تو منزل سہل ہو جاتی ہے۔ جو بیج کی حفاظت کر لیتا ہے پھل اس کی گود میں آجاتا ہے۔ جو بیج کی حفاظت نہیں کرتا پھل کی شیرینی سے محروم رہتا ہے۔

۲۔ دین کی غیرت ایمان ہے اور دنیا کی غیرت نفس کا فریب ہے۔ دین کی غیرت کا سرچشمہ قلب اور دنیا کی غیرت کا منبع نفس ہے۔ دین کی غیرت یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اس

Marfat.com

کے دشمن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اس کے دوست ہوتے ہیں۔ جب ایمان مکمل ہو جاتا ہے تو انسان انتہائی شریف ہو جاتا ہے۔ خلائق سے بے نیاز، خندہ پیشانی سے خدمت خلق اور رضا جوئی یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔

۳۔ ایک دوسرے کے درد میں شریک ہو جاؤ۔ حسد و بغض مٹا دو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کی فکر مت کرو۔ صحبت مرشد کی سختی سے پابندی کرو۔ نورِ ایمانی کی شمع روشن کرو، امن کا پروانہ مل جائے گا۔ جلد وہ زمانہ آنے والا ہے جب اہلِ حق گم ہو جائیں گے۔ لوگ چراغ بتّی لئے پھریں گے لیکن دیا سلائی والا نہ ملے گا۔ اس وقت کی سب سے بڑی تجارت ایمان کی ہے۔ جو جس کو ملا مقام شکر ہے۔ زبان شکوہ دراز نہ کرنا۔ معبود نے جو دیا اس کا کرم ہے۔ گلے شکوے سے حالات نہیں بدلتے، شکر سے بدلتے ہیں۔ قرضہ مت دو، شراکت نہ کرو، اوراد پر قائم ہو جاؤ اور نماز کی اصلاح کرو، ارکان نماز صحیح کرو، اللہ کریم کرم فرمائیں گے۔

Marfat.com

مراقبہ کی چار حالتیں ہیں۔ اوّل محبت۔ دوم مشاہدہ سوم معرفت اور چہارم محرم اسرار جسے مکاشفۂ غیبی بھی کہتے ہیں۔

اوّل حالتِ محبت ہے، محبت ایک لطیف نُور ہے جو معبود اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں جو اپنی نیت میں صادق ہوتے ہیں۔ ہر روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ جل شانہٗ اور کرم فرماتے ہیں تو اہلِ محبت کو مشاہدہ عطا فرماتے ہیں۔ اور بندہ اس عالم کو دیکھتا ہے جو معبود اسے دکھانا چاہتے ہیں۔ جب دیکھنے لگ جاتا ہے تو پہچاننے لگ جاتا ہے۔ اس کے بعد معبود اپنے کرم سے اپنا نورِ بصیرت اور توحید عطا فرماتے ہیں۔ جب طالب اس مقام پر ثابت قدم رہتا ہے، تو معبود مزید کرم فرماتے ہیں اور اسے اپنا رازدار یعنی محرم اسرار بنا لیتے ہیں۔ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا رازداں بنالیں، اسے پھر کس شئے کی کمی ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہی اہلِ توکل ہیں۔ اہل توکل غنی ہوتے ہیں۔ دنیا کے دروازوں پر نہیں

Marfat.com

جلتے اور اگر حکم خداوندی سے جاتے بھی ہیں تو اپنی نظر سے مکان اور مکین دونوں کو پاک کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ کسی سے طمع نہیں رکھتے۔ جب معبود عطا فرماتے ہیں تو اسی کی راہ میں لٹا دیتے ہیں، رکھتے نہیں، کل کی فکر نہیں کرتے۔ پریشانی کے عالم میں معبود کا شکوہ نہیں کرتے بلکہ صبر کرتے ہیں۔ توبہ کرتے ہیں اور راضی بر رضائے مولیٰ رہتے ہیں۔

۲۔ فقیر کی سب سے بڑی کرامت مردہ قلوب کو زندہ کر کے حیاتِ ابدی دلانا ہے۔ ذاکر کا حسن اگر کوئی دیکھ لے تو کئی دن ہوش میں نہ آئے۔ ذاکر اپنی ایک توجہ سے لاکھوں کو مجذوب کر سکتا ہے لیکن منزل طے نہیں کرا سکتا۔ اس لئے اسے ذکر سے استفادہ کرنا سکھایا نہیں جاتا، جب تک منزل کی تکمیل نہ ہو جائے۔

۳۔ جس مقام پر کسی کو کسی سے طمع نہ ہو وہاں خیر ہی خیر ہے۔ سینما کے ٹکٹ بھی باری باری ملتے ہیں۔ قطار میں کھڑا رہنا پڑتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالی اپنے بندوں پر کرم فرماتے ہیں جو ان کے کرم کے طالب ہوتے ہیں اور جب وہ کرم فرماتے ہیں تو پھر کرم ہی فرماتے ہیں۔ دنیا میں ہر شے کے حصول کا طریقہ جدا ہے۔ بعض چیزیں انسان اپنی فکر سے پیدا کرتا ہے اور کچھ چیزیں دوسروں کے فکر سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو چیزیں دوسروں کے فکر سے حاصل ہوتی ہیں وہ اپنی فکر سے حاصل نہیں ہوتیں۔ جو لوگ حصول کے طریقے سے واقف ہوتے ہیں انہیں کچھ مشکل نہیں ہوتی اور جنہیں حاصل کرنے کا ذوق وشوق ہوتا ہے وہ بچے اور بوڑھے سے یکساں حاصل کرتے ہیں۔ اور جنہیں کسی شے کے حصول کا ذوق وشوق ہوتا ہے تمام غیر متعلقہ چیزیں ان سے ہٹ جاتی ہیں۔ بس ایک ہی فکر میں رہتے ہیں اور باقی چیزوں کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔

یعنی جو لوگ صادق القلب ہوتے ہیں وہی اپنی نیت میں صادق ہوتے ہیں اور اپنے معاملات میں کامیاب ہوتے ہیں۔ جو لوگ تعصب کے مالک ہیں وہ کبھی فقر کے مالک نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

تعصب ایک اندھیرا ہے۔ فقر میں کانٹے اور پھول برابر ہیں۔ یہ لوگ بے طمع ہوتے ہیں۔ جو بھی آتا ہے اس کی خدمت محض اللہ کی مخلوق جان کر کرتے ہیں۔ عطا کے مالک ہوتے ہیں۔ دیتے نہیں۔ لیتے ہیں تو رکھتے نہیں۔ کل کی فکر میں مبتلا نہیں ہوتے۔ دوسروں کا درد سُنتے ہیں، اپنا درد نہیں کہتے۔

۲۔ جو لوگ کسب کے اہل ہیں ان کے لئے سلسلہ نقشبندیہ نہایت مفید ہے۔ جو لوگ کسب نہیں کر سکتے، تو اہلِ چشت بے کار کو باکار بنا دیتے ہیں۔

نقشبندیہ جنگل کاٹ دیتے ہیں۔ چشت اہلِ بہشت آگ لگا دیتے ہیں۔ بیٹا اگر دس کمانا ہے تو پچاس یہ خود اپنے پاس سے دے دیتے ہیں۔ جب بیٹے کی تنخواہ بڑھ جاتی ہے تو والدین ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ یہ سلسلہ سرتاپا فقر ہے۔ یہ طاقت جزو فقر ہے، فقر سے الگ طاقت نہیں۔ ہر شئے سرتاپا فضل ہے۔

یہاں دوسرے ڈھب کے مجاہدے ہیں۔ سمجھ اور احساس نہیں ہوتا۔ کھاتہ پُری ضرور کروائی جاتی ہے، لیکن پتہ نہیں چلتا۔ کبھی ذکر اور ہے فضلی ذکر اور ہے۔ جہاں کسب کی انتہا ہے وہاں فضل کی ابتدا ہے۔

Marfat.com

ہر شخص کا مرتبہ اس کے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کی صورت سے نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں صورت نہیں سیرت مقبول ہے۔ نبوت کی شہادت ماضی اور حال دونوں میں ہے۔ ولایت کی شہادت حال ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نبوت کے اعلیٰ مقام کے لئے ہستیوں کو منتخب فرما لیتے ہیں اور وقتِ مقررہ پر انہیں عطا فرماتے ہیں۔ نبوت ازل سے مقدر ہوتی ہے ایسی ہستیوں کا ماضی اور حال ایک ہوتا ہے۔ مستقبل نہ تو متعلقہ چیز اور نہ ہر ایک کے پاس وہ آنکھ ہے جو مستقبل کو دیکھ سکے۔ ہر مستقبل ایک وقت کا حال ہوتا ہے۔

بچپن ہی سے انبیاء علیہم السلام کی سیرت متمیز ہوتی ہے اور جب وہ وقت آتا ہے اور نبوت کا منصب عطا ہوتا ہے تو ماضی اور حال پر ایمان لانے والوں کے لئے کوئی دقت نہیں ہوتی۔ نبوت کی جہاں ابتدا ہوتی ہے ولایت کی وہاں انتہا ہوتی ہے۔ ولی کی شہادت صرف حال ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کل کا شرابی آج کا ولی ہو اور آج کا شرابی آنے والی کل کا ولی ہو۔

Marfat.com

اللہ تبارک و تعالیٰ مقلب القلوب ہیں۔ جب کرم فرماتے ہیں تو قلوب پھیر دیتے ہیں۔ (اس بات کی مزید وضاحت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں یوں فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں اپنی خرابیوں کو تم نہ دیکھو اس بات کو دیکھو کہ آب و خاک بے مقدار سے حضرت آدم صفی اللہ کیسے پیدا ہو گئے۔ ایک یتیم ہستی جس کے کفیل ابو طالب تھے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر ہو گئی۔ آذر بُت تراش کے گھر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا وجود کس طرح ظہور پذیر ہوا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ ! اس بات کا تماشہ دیکھو کہ مشرکوں سے مؤحدین، کافروں سے مومنین، عاصیوں سے مطیعین مفسدوں سے مصلحین ہوا کرتے ہیں۔ قدرت کسی کی طاعت پر نظر نہیں کرتی۔ لطف کسی کی معصیت کو نہیں دیکھتا۔

نقل ہے کہ ایک زنار دار اپنے زنار کو آراستہ کر رہا تھا غیب سے ایک بھید ظاہر ہوا جس سے زنار کی حقیقت اس پر کھل گئی گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ حالت یہ تھی کہ دوڑتا جا رہا تھا اور نعرہ مارتا تھا۔ این اللہ اللہ کہاں ہے۔ اللہ تو کہاں ہے۔

اس انکشافِ راز کے باعث ایسا سوزِ درون پیدا ہوا کہ اس کو ذرا بھر قرار نہ تھا۔ یہاں سے وہاں۔ اس شہر سے اس شہر مارا مارا پھرتا تھا۔ اسی طرح گرتا پڑتا ملک شام میں جبل لبنان پر پہنچا۔ اس پہاڑ پر غوث،

Marfat.com

قطب، ابدال، اوتاد وغیرہم رہا کرتے تھے۔ جا کر کیا دیکھتا ہے کہ چھ آدمی کھڑے ہیں اور جنازہ سامنے رکھا ہوا ہے۔ غریب بدحال ان لوگوں سے واقعہ دریافت کرنے لگا، ان لوگوں نے کہا واقعہ بعد میں پوچھئے گا پہلے نماز جنازہ کی امامت تو کیجئے۔ خدا کی شان وہ بے تکلف بڑھ گیا اور نماز پڑھا دی۔

جب نماز پڑھ چکا تو وہ لوگ کہنے لگے ہم لوگ ان سات آدمیوں میں سے ہیں جن پر سارے عالم کے کل کاروبار کا دارومدار ہے۔ جس میت پر آپ نے نماز پڑھی ہے وہ ہمارے پیر روشن ضمیر تھے قطب عالم پر سرفراز تھے۔ وقت انتقال یہ وصیت فرمائی تھی کہ غسل وغیرہ سے جب فراغت ہو جائے تو جنازہ رکھ کر تھوڑا انتظار کرنا۔ ایک صاحب اس گوشے سے آئیں گے ان سے کہنا کہ نماز آپ ہی پڑھائیں کیونکہ ہمارے بعد قطبیت کا درجہ انہیں حضرت سلامت کو ملے گا۔

۲۔ شیطان جب دھوکا دیتا ہے تو وہ ماضی گنواتا ہے جس سے انسان غیر شعوری طور پر ولی کا نہیں بلکہ اللہ جل شانہٗ کی طاقت کا منکر ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ کریم میں یہ قدرت نہیں کہ شرابی کو ولی یا قطب بنا دیں۔ (یہ سراسر شیطان کا دھوکہ ہے۔ ان اللہ علی کل شئ قدیر پر ایمان رکھنا چاہیئے۔)

۳۔ ولی خود اپنی سیرت اور عمل سے پہچانا جاتا ہے جب

Marfat.com

نسب سے نہیں۔ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہے، عزیزوں کے عمل کا نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جب فضل فرماتے ہیں اور راضی ہو جاتے ہیں تو جو چاہتے ہیں ویسا ہی کر دیتے ہیں۔ انسان چونکہ خطاؤں کا پتلا ہے۔ اور شیطان اور نفس جیسے قوی دشمن موجود ہیں۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان دشمنوں کے مقابلے میں عافیت طلب کرنی چاہیئے۔

۴۔ اللہ کے دوست اپنے منصب کا اظہار نہیں کرتے۔

بلکہ پردے کے اندر اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔ محض اللہ جل شانہٗ کی خوشنودی کے لئے کام کرتے ہیں۔ اہل اللہ قلوب کے جاروب کش ہوتے ہیں۔ لوگوں کو بتا کر کام نہیں کرتے۔ جب کسی کے قلب کو صاف کر دیتے ہیں تو اس کا جی اللہ کریم کو یاد کرنے کو چاہتا ہے۔ یہ سب سے بڑی خدمت ہے اور سب سے بڑا احسان ہے۔

اس صفائی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ناسوتی یعنی ان کی گفتگو اتنی دلکش ہوتی ہے کہ آدمی متوجہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ قلب سے کام لیتے ہیں اور اپنی گفتگو سے طالب ہدایت کا قلب صاف کر دیتے ہیں۔

باقی آٹھ اقسام کی توجہ ہوتی ہے۔ عیانی، لامکانی وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہر جنگل (حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی)

Marfat.com

کو دیا سلائی سے جلا کر خاک کر دیتے ہیں۔ آگ، بدبو اور تعفن کو ختم کر دیتی ہے۔ اور طبیعت لگ جاتی ہے اور جب طبیعت رجوع ہو جاتی ہے تو محنت آسان ہو جاتی ہے۔ طبیعت رجوع بھی نہ ہو، اور بدبو بھی قائم رہے تو مشکل ہے۔

۵۔ جو لوگ اپنی طاقت اور بساط کے مطابق سفر کا سامان (زادِ راہ) اکٹھا کرتے ہیں وہ سفر کی صعوبتوں سے بچ جاتے ہیں۔ جو حیثیت سے بڑھ کر سامان تلاش کرتے ہیں، وہ الجھن میں پڑ جاتے ہیں اور سفر سے رہ جاتے ہیں۔

سب سے آسان طریقہ لینے اور دینے کا صحبت شیخ ہے۔ اس سے آسان ترین مجاہدہ طریقت میں نہیں۔ جو اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں ان کی نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کسی چیز کا شکر اسی چیز سے ادا کیا جاتا ہے۔ دولت کا شکر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے، غریب بھائی کو کھانا کھلانے سے ہوتا ہے۔ علم کا شکر علم بانٹنے سے ہوتا ہے۔ صحبت شیخ کا شکر پابندئ صحبت سے ہوتا ہے۔ اپنے بھائیوں کے لئے دل میں تڑپ پیدا کرنے سے ہوتا ہے۔ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے۔

۶۔ جو لوگ دنیا حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ دنیا کی راہ میں فراخ ہو جائیں جو دین حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں فراخ

Marfat.com

ہو جائیں۔ جس پر مصیبت وارد ہو وہ توبہ کرے اور دیکھنے والا عبرت حاصل کرے۔ دوسروں کی مصیبت سے عبرت اور سبق حاصل کرو۔ اس سے دوسروں کی مصیبت کا احساس ہو جائے گا اور قلب رقیق ہو جائے گا۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کا متحمل ہو گا۔ ہر نرم چیز چوٹ کھا سکتی ہے۔ سخت چیز ٹوٹ جاتی ہے۔ لغزش کی اصلاح کرنے والے کامیاب ہیں۔ لغزش پر بند ہو کر رہ جانے والے ناکام ہیں۔ شرمسار ہو کر، ندامت کے آنسوؤں سے اپنی لغزش پر تائب ہونا چاہیئے۔ اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ضرورت سے زیادہ شرم بھی انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ ضرورت سے زیادہ بے حیائی بھی تنگ کرتی ہے۔ جہاں شرم کی جگہ ہو وہاں شرم کرنی چاہیئے اور جہاں طبیعت کھولنے کی جگہ ہو وہاں طبیعت کھولنی چاہیئے۔

٭ عاشق کی طبیعت اس کے محبوب کی طبیعت سے پہچانی جاتی ہے۔ آقائے نامدار، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر خود کب جبار و قہار بنے۔ عاشق جبار و قہار اس کے لئے ہوتا ہے جو اس کے عشق کو سمجھ نہ سکیں اور مذاق اڑائیں۔ وہ تو ایسی کریم ذات ہے کہ ہماری دیں جب بھی گناہ معاف کریں۔ پھر جبار و قہار کہاں ہوئے! اللہ میاں کیا ہیں۔ جیسی عینک لگاؤ ویسا ہی میدان نظر آئے گا۔ صحیح عینک لگاؤ تو صحیح نظر آئے گا۔

Marfat.com

جسم میں پانی کہیں الگ تو ہے نہیں۔ پھر آنکھ سے پانی کیسے آتا ہے، جب کہ جسم کے اور حصوں سے خون آتا ہے۔ انسان آنکھ کی پتلی کا راز نہیں پاسکتا۔ کسی چیز سے انکار اس کی تخلیق کی کمی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ چیز موجود نہیں (نابودن دگراست و نادیدن چیزے دگراست) گلاب کے پھول کھلے ہوں تو انسان اس کی خوشبو سونگھتا ہے۔ اس گلاب کا بھروسہ کیا۔ موسم تو چند ماہ میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے گلاب کا جوہر کھینچ لیا جاتا ہے۔ جوں جوں اس کا جوہر ظاہر سے باطن کی طرف ڈھلتا ہے توں توں ظاہر مرجھاتا جاتا ہے۔ اور جو جوہر کھنچ جاتا ہے وہ موسم کے تغیر سے بے نیاز ہوتا ہے۔ گلاب کی بہار جب چاہے لٹ جائے لیکن جوہر شیشی میں بند ہوتا ہے۔ پھر کوئی کھولنے والا ہی اسے کھولتا ہے۔

یہی انسان کا حال ہے۔ ظاہر گلاب ہے باطن جوہر ہے۔ جب پورا جوہر کھنچ جاتا ہے تو بے خوف و خطر ہوتا ہے، بے نیاز ہوتا ہے، ہر شے سے غنی ہوتا ہے۔ پھر ہر ایک محبوب ہوتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ شریعت مانند پھول ہے اور طریقت مانند جوہر۔ خوشی کے آنسو کا ذائقہ عجیب ہوتا ہے۔ لیکن غم کے آنسوؤں میں سینک اور تیزی ہوتی ہے۔ اسی آنکھ سے دونوں بہتے ہیں لیکن ذائقے دونوں کے الگ الگ ہیں۔

فقیراس فلسفے کو سمجھتا ہے کہ کیا ہے اور کیونکر ہے۔ ہر حال میں غسل کے لیئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ غم میں قلب متاثر ہو کر معبود کو عزیز ہو جاتا ہے۔ (قلب حزیں اور شکستہ دل بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتا ہے۔)

اسی طرح انس اور محبت میں بھی مقبول بارگاہ ہوتا ہے۔ غسل طاقت ور مل جائے اور جسم کمزور ہو تو نہاتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن غسل کے بعد جسم بڑا مفرح اور لطیف ہو جاتا ہے۔ (بہت کم طالب طاقت ور غسل کی تاب رکھتے ہیں۔)

حضرت سائیں توکل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو جب مرشد توجہ دینے لگے تو پوچھا بیٹا کیاری کیاری یا ہکو واری۔ عرض کی حضور ہکو واری چنانچہ سائیں توکل شاہ کے مسامات سے خون جاری ہو گیا۔

۳۔ معبود جب کسی بندے پر کرم فرماتے ہیں اور بارگاہ میں مقبول بنا لیتے ہیں، تو پہلے غسل دیتے ہیں۔ پھر ذکر عطا فرماتے ہیں۔ یہ لبادہ ہے، جسے ذکر مل گیا اسے سب کچھ مل گیا۔ معبود فرماتے ہیں جو

Marfat.com

میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (فاذکرونی اذکرکم ارشاد رب ہے۔) جو محفل میں میرا ذکر کرتا ہے میں فرشتوں کی محفل میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

یہ راضی نامے کی دلیل ہے۔ ساری دنیا معبود کی خوشنودی کی قیمت نہیں ہو سکتی۔ اپنے ذاکر کو اتنا حسن عطا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھ لے تو ایک لمحہ کے لئے نہ چھوڑے۔ ایک رائی بھر حسن تمام عالم میں بٹا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا اس سے اندازہ کر لو کہ خوشبو کو دیکھ تو کوئی نہیں سکتا لیکن اس سے طبیعت مفرح ہو جاتی ہے یہی حسن باطن کا معاملہ ہے۔

Marfat.com

دانا وہ ہیں جو اپنے عیب خود تلاش کرتے ہیں، اور نادان وہ ہیں جو دوسروں کے عیب تلاش کرتے ہیں حقیقی دوست وہ ہے جو غم آخرت دے، وہ نہیں جو غم دنیا دے۔ غم دنیا ایک خام زہر ہے جو انسان کو ہلاکت تک پہنچاتا ہے۔ اور غم آخرت مثل کشتہ کے ہے جو انسان کی رسائی اس کی منزل تک کراتا ہے۔ دنیا ایک فانی شے ہے اور ہر فانی کی محبت بھی فانی ہے اور جو شے فانی ہے اس میں سکون و قرار نہیں۔ جس کے اللہ کریم کے ساتھ معاملات درست نہیں، اس کے معاملے پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ اس لئے کہ جو اپنے مالک کے ساتھ معاملہ درست نہیں رکھ سکتا، جو اسے سب کچھ عطا فرماتا ہے، تو پھر وہ اپنے بھائی کے ساتھ کیسے معاملہ درست رکھ سکتا ہے۔

جن کے معاملے اللہ جل شانہ کے ساتھ درست ہوتے ہیں، ان کے معاملے اس کی مخلوق کے ساتھ بھی درست ہوتے ہیں۔ علم نابیناؤں کی لڑائی ہے اور بینا کا اتفاق ہے۔ اس کی مثال یوں

Marfat.com

سمجھ لو کہ اگر دو نابینا ہاتھی کو دیکھ لیں تو جس کا ہاتھ ہاتھی کی ٹانگوں پر پڑے گا وہ کہے گا یہ بہت بڑا ستون ہے اور جس کا ہاتھ کان پر پڑا وہ کہے گا اس کے تو لمبے لمبے پنکھے ہیں۔ اگر آنکھوں والا ہاتھی دیکھ لے تو تکرار نہیں کرے گا۔

۲۔ نابینا عالم سے کیا مراد ہے۔ وہ لوگ جو علم کے تو مالک ہیں لیکن نفس زندہ اور قلب مردہ رکھتے ہیں۔ باطنی بصیرت اور بینائی کا تعلق قلب سے ہے۔ قلب مردہ کوئی شے نہیں دیکھ سکتا۔ قلب زندہ اس نور سے دیکھتا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ خوش ہو کر اپنے بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔ جس کا قلب زندہ ہے وہ بینائی کا مالک ہے۔ وہی عالم باعمل ہے۔ قلب کی بینائی کا صورت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق نفس کی موت سے ہے۔ جو اپنے نفس کے خلاف جہاد میں کامیاب ہو گیا وہ قلب بیدار کا مالک ہو گیا۔

Marfat.com

ہر شخص کی اہلیت کا اندازہ اس کی سیرت سے ہوتا ہے صورت سے نہیں۔ روشنی حاصل کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کی حفاظت اور اس سے صحیح کام لینا اصل بات ہے مُرغی کے پیٹ میں دو آنے کا انڈہ ہوتا ہے اور وہ کُڑکُڑ کرتی پھرتی ہے۔ گھوڑی کے پیٹ میں ہزار روپے کا بچہ ہوتا ہے لیکن وہ چپ رہتی ہے۔ اگر گھوڑی بھی کسی کھونٹے سے بندھی نہیں تو بچہ ہزار روپے کا نہیں ہونے کا۔ بغیر دائی کے بچے کی حفاظت نہیں۔ جتنی قابل دائی ہو اتنا ہی بچہ محفوظ ہوتا ہے۔

۲۔ گھی کے پراٹھے کھلا دینا کوئی بڑی بات نہیں لیکن غذا کو جزوِ بدن بنانا مشکل ہے۔ اگر روشنی کی ٹیوب کا گلوب اتار لیا جائے تو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اور خطرناک بھی ہوتا ہے لیکن اگر ٹیوب جڑ جائے تو سب دیکھ سکتے ہیں اور مستفید بھی ہوتے ہیں۔

۳۔ ماں باپ مرغن اور طاقت ور غذا میسر ہونے پر بھی

Marfat.com

بچے کو دے نہیں دیتے۔ اس کی ضرورت اور طاقت کے مطابق غذا دیتے ہیں تاکہ نقصان نہ کرے بلکہ فائدہ ہو۔ فیقر نعمت عطا کرنے سے پہلے سینے میں گھس کر انتظام کرتا ہے۔ یہ بڑی صبر آزما اور ہمت والی منزل ہے۔

ماں باپ سے پوچھو بچے کو کس طرح پالتے ہیں۔ جب بول نہیں سکتا تب بھی اس کی بولی سمجھتے ہیں۔ جب اولاد جوان ہوتی ہے تو والدین اپنی ضروریات کھو کر بھی اُن کی پرورش کرتے ہیں۔ صحیح معنی میں ایثار کرتے ہیں۔ اس کے بغیر پرورش نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

ایک وقت عطا کا ہوتا ہے۔ پھر ایک وقت محاسبے کا ہوتا ہے۔ جو لوگ محاسبے سے پہلے عطاؤں کو سمجھ لیتے ہیں وہ مالک کا شکرادا کرتے ہیں اور اپنا انعام محفوظ کر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی نعمتوں میں اضافہ فرماتے ہیں۔

شکر کرنے والوں کی نعمت زوال سے محفوظ رہتی ہے۔ محاسبہ سے ڈرتے رہنا اُس کا غم پالنا اچھی چیز ہے۔ خیرات بھی ایک طرح کا شکر ہے جو اُس مال کا ہے جو مالک سے عطا ہوا اور ایک حسنِ سلوک ہے جو ایک طاقت ور بھائی اپنے کمزور بھائی سے کرتا ہے اور ایک سردار اپنی رعیت سے کرتا ہے۔

حضور قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا جسے مال جمع کرنا ہے وہ خیرات شروع کر دے۔ میرے ایک عزیز صبح ساری پونجی لے آئے کہ اسے جمع کر دیجئے۔ بڑی مشکل سے انہیں سمجھایا کہ یہ اللہ کی امانت ہے اس میں آپ کے بال بچوں، ماں باپ اور عزیز و اقرباء کے بھی حقوق ہیں۔ اولاد پر جو حق حلال کی کمائی سے خرچ کرتا ہے، وہ بھی خیرات ہے۔ پہلے

Marfat.com

گھر کے فقیر کا حق ہے، پھر محلے کے فقیر کا، پھر شہر کے فقیر کا۔ سب سے پہلے سردار اپنی رعیت پر خرچ کرے۔ اولاد رعیت ہے، بیوی رعیت ہے، ان کا جائز طور پر نان و نفقہ مہیا کرنا بھی صبح و شام کی خیرات ہے۔ اور ایک طرح کا شکر ہے جو بندہ اپنے مال کا ادا کرتا ہے۔ ایک حسن سلوک ہے جو کمزوروں کے ساتھ کرتا ہے۔ یہ بڑی وسیع اور جامع چیز ہے۔

۲۔ خیرات کے مختلف اصول ہیں اگر کسی محتاج کو خرچ کرنے کا شعور نہیں، اس کو یکلخت بہت سامان دے دینا اُس پر ظلم ہے۔ آپ اس کے امین بن جائیں اور تھوڑا تھوڑا کر کے اس کی روزمرہ کی ضروریات پوری کریں۔ یہ افضل خیرات ہے۔ اولاد اور بیوی کے معاملے میں ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

سب کے جائز حقوق کا خیال رکھو اور ان کی ضروریاتِ زندگی پوری کرو۔ ورنہ روزِ قیامت اولاد دعوے دار ہوگی، دامن گیر ہوگی کہ اپنے مال میں سے دوسروں کو کھلاتا تھا، ہمارے حقوق پورے نہیں کرتا تھا۔ ایسے میں جواب دہی مشکل ہوگی۔ ابھی سے سوچ سمجھ کر صحیح فیصلے کرنے چاہئیں۔

۳۔ حال کو وہ سمجھ سکتا ہے جو دوسروں کے غم پالنے کا عادی ہو جائے۔ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سوز عطا فرمایا ہو صحبت کی پابندی

Marfat.com

نہایت ضروری ہے۔ جنہیں اللہ کریم نے اس دور میں دنیاوی جاہ و مال عطا فرما رکھا ہے، وہ سوچ لیں کہ انہوں نے اپنے عطا کرنے والے کریم کا شکر ادا کیا ہے یا نہیں۔ اپنے مستحق بھائیوں کو دیا یا نہیں۔ مظلوم کی دادرسی کی یا نہیں۔ معبود کی راہ میں نفس سے زیادہ خرچ کیا یا نہیں۔ میاں انکم ٹیکس پابندی اور خلوص دل سے ادا کرو۔ یہی وقت تائب ہونے کا ہے۔ بعد میں مشکل ہوگی۔

دیکھو تمہارے اڑوس پڑوس میں کوئی آہیں بھرنے والا تو نہیں۔ اپنی زبان کو زیادہ سے زیادہ نرم بنالو۔ بیوی بچوں اور پڑوسیوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو۔ برداشت پیدا کرو۔ اللہ کریم جو نعمت دیں اس کا کما حقہ شکر ادا کرو۔ گلہ شکوہ چھوڑ دو، خاموش رہنے کی عادت اختیار کرو۔ آگ لگنے کے بعد فقیر کو آواز دے گا تو وہ بھی مجبور ہوگا۔ لہٰذا وقت پڑنے سے پہلے سنبھل جاؤ۔ درود شریف اور استغفار کی کثرت کرو۔ بچوں کو بھی لگاؤ، اپنے گھروں کو اللہ کریم کے ذکر سے آباد کرو۔ یہ خندقیں ہیں، انہیں کھود لو۔ ورنہ غفلت کہیں کا کہیں پہنچا دے گی۔

۴۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ہر بندے کو قلب نوری عطا فرمایا ہے۔ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اللہ کے نور سے سنتا ہے۔ ہر ایک کے قلب پر اس کی نگاہ ہوتی ہے۔ نوری قلب دوسرے قلب کی بات سن لیتا ہے۔ جو اپنے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور

Marfat.com

عظمت رکھتے ہیں، معبود ان پر اپنے ذکر کے دروازے کھول دیتے ہیں جنہیں قلب نوری عطا ہوتے ہیں، وہ اپنے دلوں میں دنیا کی محبت نہیں رکھتے جو اللہ کریم کے دوستوں کا ذکر کرتے ہیں ان کو معبود اپنا ذکر کرانے لگتے ہیں۔ یہ مقامِ شکر ہے کہ معبود اپنا نام لوا دیں۔ اس بات کا شکر ادا کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا علم عطا فرماتے ہیں کہ اس کے بیان کی سینے تاب نہ لائیں گے۔

Marfat.com

طریقت سراپا حال ہے۔ قیل وقال سے یہ سمجھ میں نہیں آتی۔ جوں جوں حال وارد ہوتا ہے توں توں اسے سمجھتا ہے۔ انسان وہی ہوتا ہے لیکن غم میں روتا ہے۔ خوشی میں ہنستا ہے۔ یعنی کیفیات حال سے وارد ہوتی ہیں۔

۲۔ دل کی بات اس وقت تک سمجھ میں نہیں آتی جب تک دل صاف نہ ہو۔ جان بچانے کے لئے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔ ایمان جان سے اونچی شے ہے۔ ایمان بچانے کے لئے تو کوشش کچھ اور تیز کرنی ہوگی۔

۳۔ اہل اللہ محض خوشنودیٔ باری تعالیٰ کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ قلوب کے جاروب کش ہوتے ہیں۔ لوگوں کو بنا کر کام نہیں کرتے۔ جن کا قلب صاف کر دیتے ہیں، ان کا دل اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں لگ جاتا ہے۔ یہ سب سے بڑی خدمت اور احسان ہے۔

۴۔ مراقبے کی پہلی حالت محبت ہے۔ محبت ایک نور ہے۔ پھر نور، نور ازلی کو پکارتا ہے۔ بندے نے کیا خاک پکارنا ہے۔ یہ تو جزو اپنے کل کو پکارتا ہے، جس طرح بچہ ماں باپ کو پکارتا ہے۔

Marfat.com

ہر لطیف کی لطیف سے نسبت ہوتی ہے۔ لطیف اور کثیف، دن اور رات کبھی اکٹھے نہیں ہوتے۔ نور جسم کو لطیف کر دیتا ہے۔ فاسد مادے جل جاتے ہیں۔ پھر بندے کی رسائی اللہ تبارک وتعالیٰ اور ان کے حبیب پاک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہو جاتی ہے۔

۵۔ مراقبے کی دوسری حالت مشاہدہ ہے۔ یہ دیدِ خود کی نہیں روشنی کی ہے (جسے نور ازلی اور ابدی کہتے ہیں) اگر بتی گُل ہو جائے تو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آتا۔ پھر اس نور میں طاقت ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ اتقو فراسة المومن فانه ينظر بنور الله "مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔" اور بولتا بھی اللہ کے نور سے ہے۔ اس لئے اس کی گفتگو میں شیرینی ہوتی ہے۔

اہلِ معرفت کا نور وہی دیکھتے ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا نور عطا فرماتے ہیں لیکن پاس بیٹھنے والے دوسرے لوگ بھی لذت اٹھاتے ہیں۔ گو پھول کی خوشبو نظر نہیں آتی لیکن طبیعت سب کی مفرح ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

۶۔ پہلی حالت مراقبہ میں محبت، دوسری مشاہدہ اور تیسری معرفت ہے۔ جب دیکھتا ہے پہچان جاتا ہے۔ جو خود کو پہچانتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی پہچانتا ہے۔ (من عرف نفسه

Marfat.com

فقد عرف ربہ) بغیر پہچانے اللہ جل شانہٗ کا ادب حاصل نہیں ہوتا۔ ادب کے معنی ہیں کہ بالمقابل کے سامنے اپنی حد کے اندر رہ کر نسبت اور تعلق قائم کرنا۔ پھر وہ ذاکر مقام بندگی پر آجاتا ہے۔ جب کوئی صدق واخلاص سے اس راہ میں قدم رکھتا ہے تو اُسے ایک لذت نصیب ہوتی ہے۔ اس لذت میں ایک محویت ہوتی ہے جو دوسرے افکار سے بندے کو نجات دے دیتی ہے۔ اسے کہتے ہیں سکونِ قرار اور اطمینان قلب۔ (اللہ کریم سب کے نصیب فرمائے۔)

۷۔ مراقبے کی چوتھی حالت محرمِ اسرار ہے۔ پہچان لینے والا رازدار بن جاتا ہے۔ اسے مکاشفہ غیبی عطا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو اپنے رازوں میں شریک فرما لیتے ہیں۔ ان کے سینے اللہ تعالیٰ کے رازوں کی قبر بن جاتے ہیں۔ (صدور الاحرار قبور الاسرار) جو معبود چاہتے ہیں وہ ان کی زبان سے کہلوا دیتے ہیں جو معبود نہیں چاہتے تو یہ خاموش رہتے ہیں، جو راز معبود چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

کسی دوست کو سارے جہاں کا رازداں بنایا کسی کو آدھے کا۔ جتنا ہاضمہ ہو اتنی ہی خوراک عطا فرماتے ہیں۔ ارادے کا صدق اور نیت کا اخلاص ثابت وسالم ہونا ضروری ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ اتنا کریم اور ایسا معبود عطا نہ فرمائے۔ شکوہ کی عادت نہ ڈالو، شکر کی

Marfat.com

عادت نہیں تو کم از کم انتظار ہی کی عادت ڈال لو۔ شاید نتیجہ تمہیں شاکر بنا دے۔

معبود جب کرم فرماتے ہیں تو اپنے بندے کو شکر گزار بنا دیتے ہیں محبت کا تقاضہ راضی برضا رہنا ہے۔ محبت اگر جھوٹی ہے تو شکوہ وشکایت کرتی ہے۔ جن کے قلب زندہ ہیں وہ موت کے انتظار میں پھرتے ہیں۔ اور جن کے نفس زندہ ہیں وہ موت سے ڈرتے ہیں۔

۸۔ جب سارنگی گز کے نیچے آتی ہے تب نئے نئے راگ پیدا ہوتے ہیں۔ فیضان ہو تو چھپاؤ۔ جس نے چھپایا اس نے پایا۔ جس نے ظاہر کیا اس نے گنوایا۔

۹۔ جس عضو کو تکلیف ہو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم کو اپنی مخلوق سے محبت ہے۔ بخار چڑھا کر سینکڑوں گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

۱۰۔ خدمت کرانے سے خدمت کرنا افضل ہے۔ اگر کسی سے کدورت پیدا ہو تو اظہار کر کے معاملہ صاف کر لو۔ کہیں دل میں رکھ کر مصیبت میں نہ پڑ جانا۔

۱۱۔ مختصر وقت میں شیطان نے کبھی اپنا کام ختم کرنا ہے۔ پیسہ نفس کی زندگی ہے۔ جس نے اب دیا وہ اب مرا۔ جس نے کل دیا وہ کل مرا۔

Marfat.com

جس کے پاس ظاہری بینائی نہیں اس کی دنیا خطرے میں ہے۔ جس کے پاس قلب کی آنکھیں نہیں اس کی عاقبت خطرے میں ہے۔ خوش نصیب وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں بینائیاں عطا کر رکھی ہیں۔ قلب کی آنکھ سے مراد وہ نورِ معرفت ہے، جو اللہ جل شانہٗ اپنے مقبول بندوں کے قلب میں عطا فرماتے ہیں۔ اور پھر یہ اللہ جل شانہٗ کا نور ہی ان کو پکارتا ہے یعنی نور نور کو پکارتا ہے اور پھر یہ نور بندے کو اس مقام سے آشنا کرتا ہے۔ یہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ اس لئے اہل اللہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

۲۔ علاج اس وقت ہوتا ہے جب طبیب کی نظر مریض پر ہو۔ جو مریض کو دیکھے گا نہیں وہ علاج کیا کرے گا۔ ظاہری علاج کے لئے ظاہری آنکھ کی ضرورت ہے اور باطنی علاج کے لئے باطنی آنکھ کی ضرورت ہے۔ اہل اللہ باطنی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور خدمت خلق میں مصروف رہتے ہیں۔ مداری کا تماشا نہیں دکھلاتے، کرامت نہیں دکھاتے۔ ان کے ذمّے ٹھوس کام ہوتا ہے۔ یعنی اصلاح کا کام اور اصلاح

Marfat.com

خدمت کے مالک ہوتے ہیں۔ تماشے نہیں دکھاتے۔ دکھاتے بھی ہیں تو ایسے پردے میں کہ دیکھنے والا ہی جانتا ہے۔ یہ قلب کی آنکھ اُس وقت عطا ہوتی ہے جب نفس مُردہ ہوتا ہے۔ جوں جوں نفس مُردہ ہوتا جاتا ہے قلب زندہ ہوتا جاتا ہے۔ اور جسم کمزور ہوتا جاتا ہے۔

۳۔ نفس کی پہلی حالت امّارہ ہے۔ اس میں غرور، تکبّر اور شہوت ہوتی ہے۔ دوسری حالت لوّامہ ہے یعنی جب انسان کو خواہشات دیوانہ کریں تو نفس کسی حد تک مخالفت کرنے لگتا ہے اور عالم سفلی کی بجائے عالم علوی کی طرف مائل ہو کر بُری خواہشات کو بُرا جانتا ہے۔ بعض وقت بُرائی پر شرمسار بھی ہوتا ہے اور اپنے تئیں ملامت بھی کرتا ہے لیکن پھر خواہشات کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ یہ وہ درمیانی حالت ہے جس میں نفس نہ تو کلّی بغاوت کرتا ہے اور نہ ہی بالکل مطیع و فرماں بردار ہوتا ہے۔ جب اس کی مخالفت کی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ اسے تقویٰ کی لگام دی جاتی ہے تو مطمئنّہ بن جاتا ہے۔ یعنی مطیع و فرماں بردار ہو جاتا ہے۔ دم توڑ دیتا ہے۔ قضا و قدر کے فیصلوں پر مطمئن ہو کر راضی برضا ہوتا ہے۔

نفس امّارہ کا ذکر سورہ یوسف میں تیرہویں پارے کے شروع میں آیا ہے۔ نفس لوّامہ کا ذکر سورۃ القیٰمۃ کے شروع میں پارہ ۲۹ میں آیا ہے۔ اور نفس مطمئنۃ کی تعریف سورہ فجر کے آخر میں سیپارہ ۳۰ میں

Marfat.com

میں آتی ہے۔

۴۔ مُردے کو کسی شے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب نفس مُردہ ہوتا ہے تو قلب بیدار ہوتا ہے، تو سننے اور دیکھنے لگتا ہے۔ پھر رازداروں میں بات کرتا ہے، عام لوگوں میں نہیں۔ چلمن ڈال کر درپردہ دیکھتا ہے۔ جب قلب زندہ ہوتا ہے تو چکّی پسنے لگتی ہے پھر انسان کا جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جسم کی طاقت کا دارو مدار نفس پر ہے۔ جتنا جسم طاقت ور ہے نفس اتنا ہی موٹا ہے اور جب نفس مرتا ہے، تب آدمی کام کا بنتا ہے۔

نفس کے مارنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر کسی کو کوئی بدمعاش تنگ کرے اور وہ خود اس سے نہ نبٹ سکے تو تھانے میں جا کر بیٹھ جائے۔ داروغہ جی کے ڈر خوف سے بدمعاش تنگ کرنا چھوڑ دے گا۔ یہی مقام اہل اللہ کا ہے۔ اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کا نفس آہستہ آہستہ مُردہ ہو جاتا ہے۔ شروع شروع میں نفس کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح یہ صحبت چھڑا دے، کیونکہ کوئی آسانی سے مرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ موت تو مجبوری میں ہی قبول کرتا ہے۔ اس لئے کوشش کرتا ہے کہ بندے کو ایسی صحبت سے دُور کر دے۔ کبھی بیوی بچّوں کے حقوق گنواتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ شریعت میں تو پانچ وقت کی نماز ہی ہے، اتنا ہی کافی ہے۔ کبھی کہتا ہے اگر صحت بگڑ گئی تو کسی

Marfat.com

کام کے نہ رہو گے۔

لیکن اے عزیزو! اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کا آسان ترین راستہ صحبتِ شیخ ہی ہے۔ اس سے آسان مجاہدہ اور کوئی نہیں۔ جب صحبت میسر نہ ہو تو تصور میں رہو۔ جس نے دن میں چند ساعتیں نکال کر کسی مقام پر بیٹھ کر اللہ کریم کو یاد کر لیا وہ بھی کامیاب ہے۔

۵۔ اب بڑا خطرناک وقت جا رہا ہے۔ اب دنیا کو حق و باطل الگ الگ نظر آئیں گے۔ کھنڈر آباد ہو جائیں گے اور آباد کھنڈر ہو جائیں گے۔ اہل اللہ کی صحبت اور کلب کے جشن الگ الگ نظر آئیں گے۔ صحبت کی پابندی کرو اور درود شریف کی کثرت کرو۔ استغفار کی کثرت کرو۔ اپنی ARP (ائیر ریڈ پوسٹ) مضبوط کر لو۔ جس نے اس دور میں ایمان پیدا کر لیا اس نے اپنے گرد لوہے کی دیواریں کھڑی کر لیں۔ اپنے حصار کو مضبوط کر لیا۔ اب مومن بندوں کا دور آنے والا ہے۔ اب ترقی کا دارو مدار ایمان پر ہو گا جتنا ایمان ہو گا اتنا ہی عافیت میں ہو گا۔ بڑے دن آتے ہیں تو ریلوے والے رعایتی ٹکٹ جاری کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعایتی ٹکٹ جاری ہو رہے ہیں پھر برسوں مجاہدہ کرے گا۔ وہیں کا وہیں رہے گا۔ اس وقت جتنا جمع کر لو مزے میں رہو گے۔ دنیا کے مزے بھی لوٹو گے اور دین کے مزے بھی لوٹو گے۔

Marfat.com

فقراء کے کام کا پتہ نہیں چلتا۔ اہلِ ظاہر کا کام ان کی زبان اور جسم سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ دونوں ظاہری چیزیں ہیں۔ اس لئے ان کا کام بھی ظاہر ہے۔ فقراء کا کام قلب اور رُوح سے تعلق رکھتا ہے۔ جب کام کرنے والے ہی نظر نہیں آتے تو کام کیا نظر آئے گا۔ ہاں اس کا نتیجہ نظر آتا ہے۔

یہ حضرات شب کی سیاہی میں عمارت کی بنیاد رکھتے ہیں جب پردہ اٹھتا ہے تو ان کا کام نظر آتا ہے۔ فقراء کی صحبت میں بیٹھ کر لوگ جھُومنے کیوں لگتے ہیں؟ جب قلب محبت کا جام پیتا ہے تو نشے میں آکر جھُومتا ہے۔

۲۔ جن لوگوں کا منہ دنیا کی طرف ہوتا ہے اُن کی پُشت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ جن کا مُنہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہوتا ہے ان کی پیٹھ دنیا کی طرف ہوتی ہے۔ دنیا کی طرف مُنہ ہونے سے مُراد محبتِ دنیا ہے۔ دنیا ایک فانی شئے ہے اور جو اس سے محبت کرتا ہے وہ بھی فانی ہے۔ یعنی جو بندہ دنیا سے محبت

Marfat.com

کرتا ہے اور قلب میں دنیا کی محبت بساتا ہے وہ درحقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت سے مُنہ پھیرتا ہے۔

۳۔ محبتِ دنیا اور چیز ہے مَصرفِ دنیا اور شے ہے۔ دنیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے بنائی ہے۔ جس میں جن و انس اور دیگر مخلوق شامل ہیں۔ جب ان کے لئے بنائی گئی ہے تو انہیں حقِ صَرف بھی دیا ہے۔ دنیا اللہ تبارک و تعالیٰ کے بنائے ہوئے قواعد کے تحت حاصل کی جائے تو یہ جائز ہے۔ لیکن دنیا ایک مُردہ شے ہے۔ اس لئے جب قلب میں اس کی محبت بسائی جاتی ہے تو قلب بھی مُردہ ہو جاتا ہے اور مُردہ قلب میں سُننے اور بولنے کی قوت نہیں ہوتی۔ جس گھر میں نعش پڑی ہو اس گھر کے مکین بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ اسی لئے میّت کو اوّلین فرصت میں قبرستان پہنچایا جاتا ہے۔ انسان کا جسم بھی بمنزلہ مکان کے ہے۔ قلب اور روح بمنزلہ مکین کے ہیں۔ جب قلب مردہ ہو جاتا ہے تو اس کی نعش سڑنے لگتی ہے جس سے عقل و روح پریشان ہو جاتی ہیں۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بے چین ہوتی ہیں۔

سکون ایک ایسی لذت ہے جو اللہ جل شانہٗ اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں جو سچائی میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ ان میں قوتِ عمل بڑھ جاتی ہے۔ جب کوئی شخص کسی لذت کا مالک ہوتا ہے تو اس کی

Marfat.com

یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے اگلا مقام بھی دکھایا جائے اور اس سے آگے کی لذّت بھی حاصل کی جائے۔ اس ذوق وشوق میں جب قدم آگے بڑھاتا ہے تو اس کو دُھن کہتے ہیں۔ دُھن سے مراد یہ ہے کہ اس کے خیالات ایک نقطہ پر مجتمع ہو جاتے ہیں اس کو یکسوئی کہتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

۴۔ جس قلب میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوتی ہے، وہ قلب زندہ ہوتا ہے، قلب بیدار ہوتا ہے۔ بیدار میں سُننے اور بولنے کی قوت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ اپنے محبوب کو پُکارتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کو پُکارتا ہے۔ اِس پُکار کا نام ذکر ہے۔ ایک ذکر کیا جاتا ہے ایک ذکر کرایا جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ جیسے کوئی مریض ہو لیکن اس کی قوت قائم ہو تو ڈاکٹر دوائی دے کر رخصت ہو جاتا ہے اور مریض کو سمجھا جاتا ہے کہ اس اصول اور طریقے سے دوائی کھا لینا۔ لیکن اگر مریض میں اتنی قوت نہ ہو کہ خود اُٹھ کر دوائی پی سکے تو ٹیکے کے ذریعے دوا جسم میں پہنچاتے ہیں۔ جونہی وہ ٹیکہ اس کے خون میں حلول کرتا ہے، تو مریض ایک چُستی محسوس کرتا ہے اور پھر اپنا علاج اپنے ہاتھوں سے انجام دینا شروع کر دیتا ہے۔

جب قلب نحیف ہوتا ہے یا اتنا خفتہ ہوتا ہے کہ اس میں خود اٹھنے کی طاقت نہیں ہوتی تو اہل اللہ یعنی وہ لوگ جو اللہ کے

Marfat.com

محبت میں سرشار ہوتے ہیں وہ اپنے قلب کی نوری شعائیں اس پر ڈالتے ہیں جس سے چکا چوند ہوکر قلب خفتہ بیدار ہوجاتا ہے پھر اس قلب میں اللہ جل شانہٗ کی محبت بس جاتی ہے۔ محبت ایک نشہ ہے جس میں ہوش نہیں۔ ایک ذکر ہے جس میں محویت نہیں۔ جب یہ نفس پر قیام کرتی ہے تو (محض) لاشہ ہے۔ جب قلب میں قیام کرتی ہے تو مدہوشی ہے۔ جب روح پر قیام کرتی ہے تو بقا ہے۔

پھر انسان نشے میں ہوتا ہے۔ ایک کیف وسرور اس پر طاری ہوجاتا ہے۔ جب محبت جمال بن کر ان کے قلب پر وارد ہوتی ہے تو وہ ہنستا اور مسکراتا ہے۔ اور جن پر جلال بن کر وارد ہوتی ہے تو ان پر ایک ہیبت اور خوف طاری ہوجاتا ہے۔ اور وہ ڈرتے اور روتے رہتے ہیں۔ معبود جس کو چاہیں عطا فرمادیں۔ قلب ہر دو صورتوں میں اپنے رب کو یاد کرتا ہے۔

اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بندے اپنے قلب میں میرا ذکر کرتے ہیں، میں بھی اپنے قلب میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔ جو میرا ذکر محفل میں کرتے ہیں، میں بھی ان کا ذکر ملائکہ کی محفل میں کرتا ہوں۔ بس جسے معبود پکارلیں اس کا بیڑا پار ہے۔ اس کا کام ہوگیا۔ وہ اپنی منزلِ مراد پر پہنچ گیا۔

۵۔ یاد رکھو ظاہری اشیاء ظاہری آنکھ دیکھتی ہے اور باطن

Marfat.com

کی چیز بس دیکھنے کے لئے باطن کی آنکھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر کا اسٹیتھوسکوپ اندر کا حال معلوم نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے ایکسرے (X-RAY) کی ضرورت ہے۔

باطن کا حال وہی جان سکتے ہیں جنہیں اللہ جل شانہٗ نے باطن کی آنکھ عطا فرمائی ہے۔ اگر کسی کی روشنی اور کرامت دیکھ بھی لو تو اس سے مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ کام کی چیز یہ ہے کہ روشنی خود حاصل کرو کسی کی طاقت کے متعلق فیصلہ نہ کرنا۔ فیصلہ اپنے ہی سفر کو کامیابی تک پہنچانے کے لئے کرنا۔ اہل اللہ کی کسوٹی قلب ہے نفس نہیں۔ جو اہل اللہ کو اپنے نفس سے پہچانتے ہیں' اندھیرے میں رہتے ہیں۔ سونا کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔ تانبہ اور پیتل اور طریقوں سے پرکھا جاتا ہے۔ ہر شے کے لئے الگ پیمانہ ہے۔

اس لئے جب بھی اہل اللہ کی صحبت میں جاؤ تو اپنے قلب پر نگاہ رکھو کہ اس میں کوئی تغیر ہوا یا نہیں۔ ان حضرات کو اللہ جل شانہٗ نے وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ جب بھی کوئی ان کے پاس آتا ہے' تو اس کی قوتِ برداشت کے مطابق اس کی کثافت سلب کر لیتے ہیں۔ جس سے اس شخص کو سکون حاصل ہوتا ہے اور طبیعت مطمئن ہو جاتی ہے۔ اور وہ پُرسکون ہو جاتا ہے۔

۶۔ اہل اللہ کی نگاہ اپنے کام ضرور کرتی ہے۔ کوئی بلب

Marfat.com

کے نیچے (پاس) آجائے تو روشنی اس پر ضرور پڑتی ہے۔ جو چشم باطن رکھتے ہیں وہ روشنی کے مقام کو دیکھ لیتے ہیں، جو چشم باطن سے محروم ہوتے ہیں، وہ دیکھ تو نہیں سکتے لیکن روشنی کے اثرات ضرور محسوس کرتے ہیں، جیسے کہ باغ میں بیٹھنے کے بعد نابینا بھی فرحت اور تازگی محسوس کرتا ہے۔ حالاں کہ وہ پھولوں کو دیکھ نہیں سکتا۔ اہل اللہ کی صحبت میں بھی اسی طرح قلب فرحت اور عزت محسوس کرتا ہے۔ پھر ایک دن اُسے مشاہدہ بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مقام کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے۔ اور اپنا سفر روشنی میں طے کرتا ہے۔

Marfat.com

297.62
م 314 گ
89731

Marfat.com